A-2

انصار اللہ

ماہنامہ

ربوہ

ایڈیٹر

نصر اللہ خان ناصر

دسمبر ۱۹۹۹ء

"اس سلسلہ کو بے قدری سے نہ دیکھو"

حضرت اقدس مسیح موعود بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام اپنے مخالفین کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"یہ سلسلہ آسمان سے قائم ہوا ہے۔ تم خدا سے مت لڑو۔ تم اس کو نابود نہیں کرسکتے۔ اس کا ہمیشہ بول بالا ہے۔ .... اپنے نفسوں پر ظلم مت کرو اور اس سلسلہ کو بے قدری سے نہ دیکھو جو خدا کی طرف سے تمہاری اصلاح کے لئے پیدا ہوا۔ اور یقیناً سمجھو کہ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا اور کوئی پوشیدہ ہاتھ اس کے ساتھ نہ ہوتا تو یہ سلسلہ کب کا تباہ ہو جاتا اور ایسا مفتری جلد ہلاک ہو جاتا .... اپنی مخالفت کے کاروبار میں نظر ثانی کرو۔ کم از کم یہ تو سوچو کہ شائد غلطی ہو گئی ہو اور شائد یہ لڑائی تمہاری خدا سے ہو۔"

(اربعین نمبر۴ روحانی خزائن جلد۱۷ صفحہ۴۵۶)

احمدی انصار کی تربیت کے لئے

ماہنامہ
انصار اللہ ربوہ

فتح ۱۳۷۸ ہش

دسمبر ۱۹۹۹ء

ایڈیٹر
نصر اللہ خان ناصر

پبلشر:۔ چوہدری محمد ابراہیم
پرنٹر:۔ قاضی منیر احمد
مطبع:۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقامِ اشاعت:۔ دفتر ماہنامہ انصار اللہ
دار الصدر جنوبی۔ ربوہ

اس شمارہ میں

جلد نمبر ــــــ ۴۰
شمارہ نمبر ــــــ ۱۲

شرح چندہ

پاکستان ــــــ ساٹھ روپے سالانہ
قیمت فی پرچہ ــــــ چھ روپے

اداریہ

روزہ ــــ محبت الٰہی کے حصول کا اہم ذریعہ

ماہِ رمضان المبارک کا ہر لمحہ، اس کا اول و آخر موجب رحمت و برکت ہے یہ مبارک مہینہ محض روزہ کی عبادت سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ یہ بعض اور روحانی لوازمات سے بھی مختص ہے جن کو اختیار کرنے سے ایک روحانی بہار کا سماں پیدا ہوتا ہے۔ ان عبادات میں نماز باجماعت کا التزام، نماز تہجد و تراویح، نوافل، اعتکاف، ذکر الٰہی، درود شریف اور دعاؤں کا شغف، تلاوت قرآن کریم اور صدقہ و خیرات جیسے اعمال شامل ہیں۔ یہ مبارک مہینہ اصلاح نفس کے لئے ایک اہم تربیت کا موقع ہے جب ہر مومن اپنا احتساب کرتا ہے ہر نیکی کو اپناتا ہے اور ہر بدی سے اجتناب کرتا ہے اور پھر شر کے مواقع سے بچانے کے لئے اس کا روزہ ڈھال بنتا ہے۔ تو انفرادی اور اجتماعی سطح پر یہ ماہ مبارک امن و سلامتی کا پیامبر ہے۔ پھر معاشرہ میں محرومین کو اپنی مالی قربانی اور صدقہ و خیرات سے فائدہ پہنچایا جاتا ہے تو اس ہمدردانہ رویہ سے محبت و اخوت نشوونما پاتی ہے اسی طرح روزہ کی بنیادی غرض تقویٰ کا حصول ہے جو اعمال صالحہ کی نشوونما کرتا ہے اور یہی سفر آخرت کے لئے زادِ راہ بنتا ہے۔ اور جسے حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے نیکی کی جڑ قرار دیتے ہوئے فرمایا:

یہی آئینۂ خالق نما ہے　　یہی اک جوہر سیفِ دعا ہے
ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے　　اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے
یہی اک فخرِ شانِ اولیا ہے　　بجز تقویٰ زیادت ان میں کیا ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا یہ مصرعہ کہ "اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے" الہامی ہے آپ نے اعمال کے پاکیزہ درخت کی جڑ تقویٰ بیان فرما کر تقویٰ کی اہمیت واضح فرمادی ہے۔ پھر یہی تقویٰ ہی ہے جس پر صدق و صفا سے قدم مارنے والا لقائے الٰہی حاصل کرتا ہے۔ پس تقویٰ جو روزہ کی بنیاد ہے وہ روزہ کی عبادت کو وہ حسن عطا کرتا ہے جس سے ایک روزہ دار کی جزا خود ذات باری تعالیٰ ہے اور جسے وہ مل گیا اس کو کسی اور کی حاجت نہیں، جس نے اس کو پالیا اس نے ایسی فنا پائی جو اس کی بقا کا موجب ٹھہری اور یہی وہ محبت الٰہی کی معراج ہے جو اس مبارک مہینہ کا عظیم الشان ثمر ہے۔ خدا کرے کہ ہمیں ایسی محبت الٰہی نصیب ہو۔ آمین۔

ہمارا جلسہ سالانہ

ہمارا جلسہ سالانہ خالص للّٰہی اغراض کے لئے ایک دینی اور روحانی پروگرام ہے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی بنیادی غرض یہ بیان فرمائی ہے

"کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو"

نیز فرمایا کہ

"اس جلسہ میں ایسے حقائق و معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں" (آسمانی فیصلہ)

یہاں تو چند باتوں کا ذکر کیا گیا ہے جبکہ اس کے اور بھی عظیم الشان مقاصد ہیں جس کے لئے جلسہ سالانہ کی بنیاد ڈالی گئی۔

اب یہ جلسہ عالمگیر حیثیت اختیار کر گیا ہے اور دنیا کے تمام بلاد و امصار میں جماعت احمدیہ کی اجتماعیت اور اخوت کا مظہر بن چکا ہے۔ الحمدللہ۔ خدا کرے کہ وہ دن جلد آئیں کہ جب دنیا کی کوئی بستی کوئی ملک اس برکت سے محروم نہ رہے۔ آمین۔

تقرر صدر مجلس و نائب صدر صف دوم مجلس انصار اللہ پاکستان

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس شوریٰ انصار اللہ پاکستان کی سفارش کو قبول فرماتے ہوئے آئندہ دو سال کے لئے (۲۰۰۰ء تا ۲۰۰۱ء) مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب کو صدر مجلس اور مکرم حافظ مظفر احمد صاحب کو نائب صدر صف دوم مجلس انصار اللہ پاکستان مقرر کرنے کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ تقرر مجلس اور ہر دو عہدیداران کے لئے مبارک فرمائے اور انہیں احسن رنگ میں خدمت بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔

(حمید اللہ۔ صدر مجلس انصار اللہ پاکستان)

قرارداد تعزیت مجلس انصار اللہ پاکستان ربوہ

مجلس عاملہ انصار اللہ پاکستان کا یہ اجلاس - ام المتین حضرت سیدہ مریم صدیقہ رحمہا اللہ تعالیٰ حرم حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ کی المناک وفات پر دلی رنج و غم اور تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔

-- حضرت سیدہ کی زندگی دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا نمونہ تھی - اماں جان حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم نور اللہ مرقدھا کے بھائی حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی اولاد نو بھائی بہنوں میں آپ سب سے بڑی تھیں۔

-- ۷ - اکتوبر ۱۹۱۸ء کو پیدا ہوئیں تو والد گرامی کی تمنا تھی کہ خدائے قادر و کریم کے حضور نذر پیش کریں - اسی بناء پر ولادت پر نام مریم رکھا اور نذر الٰہی بھی - گھر کا ماحول اسی تمنا کے مطابق حضرت سیدہ کو بڑھتے دیکھ رہا تھا - حضرت میر صاحب نے اپنی بچی کے لئے ایک نظم لکھ کر دی جس کا ایک شعر مستقبل کی بنیاد ٹھہرا -

میرا نام ابا نے رکھا ہے مریم خدایا تو صدیقہ مجھ کو بنا دے

حضرت اماں جان کی دیرینہ آرزو تھی کہ میرے بھائی کے ہاں بیٹی ہو تو میاں محمود (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی) سے بیاہ دوں - گزرتے مہ و سال میں حضرت میر صاحب نے اپنی صاحبزادی کو روح وقف سے پوری طرح آشنا کر کے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی مثال بنا دیا - ۳۰ - ستمبر ۱۹۳۵ء حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے شادی کے بعد رفاقت کے بابرکت طویل عرصہ میں آپ نے وقف اور خدمت کا حق ادا کر دیا - حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ کی رفاقت اور آپ کی بھرپور تربیت و توجہ سے حضرت سیدہ سونے سے کندن بن گئیں - ایک طرف ظاہری لحاظ سے اعلیٰ تعلیم کامیابی سے حاصل کی دوسری طرف علمی و روحانی لحاظ سے انتہائی کار آمد وجود ثابت ہوئیں - خصوصاً احمدی خواتین کی تعلیم و تربیت میں آپ کی خدمات تاریخ لجنہ کا ایک سنہری باب ہے - نصف صدی سے زائد عرصہ تک لجنہ اماء اللہ مرکزیہ میں خدمات اور صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی حیثیت میں انڈونیشیا، سنگاپور، نائیجیریا، غانا، امریکہ اور یورپ کے کئی ملکوں کا دورہ کر کے عالمی سطح پر احمدی خواتین کی تربیت و اصلاح کے کام میں نمایاں حصہ لیا - حضرت سیدہ کی یادگار خدمات میں سے تاریخ لجنہ کی تدوین اور پانچ جلدوں کی اشاعت ہے - اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے خطبات کا ایک مجموعہ "الازھار لذوات الخمار" یعنی اوڑھنی والیوں کے لئے پھول ہے - "مشکوٰۃ المصابیح" کے نام سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے لجنہ سے متعلق خطبات و خطابات شائع کئے - علاوہ ازیں آپ کی متعدد تقریریں مختلف کتابچوں کی شکل میں شائع ہوئیں - مصباح اور دیگر اخبارات و رسائل میں بہت سے مضامین شائع ہوئے اسی طرح سینکڑوں بچیوں کو قرآن کریم پڑھایا - حضرت سیدہ کو جو غیر معمولی سعادت نصیب ہوئی اس میں حضرت اماں جان کی عظیم خدمت کے علاوہ بنیادی طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی بے مثال خدمت ہے - دراصل آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ساتھ سارا عرصہ رفاقت سلسلہ کے کاموں میں ہمہ وقتی معین و مددگار کے طور پر گزارا - پھر آخری طویل

باقی صفحہ ۲۴ پر

امام الکلام

روحانی زندگی کیا چیز ہے

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"........اگر ہم انسان کے جسمانی حالات پر نظر ڈال کر دیکھیں تو ظاہر ہو گا کہ خداوند کریم نے جسقدر انسان کے جسم کو خواہشیں لگادی ہیں ان کے پورا کرنے کے لئے بھی سامان مہیا کئے ہیں چنانچہ انسان کا جسم بباعث بھوک کے اناج کا محتاج تھا سو اس کے لئے طرح طرح کی غذائیں پیدا کی ہیں۔ ایسا ہی انسان بباعث پیاس کے پانی کا محتاج تھا سو اس کے لئے کوئیں اور چشمے اور نہریں پیدا کر دیئے ہیں اسی طرح انسان اپنی بصارت سے کام لینے کے لئے آفتاب یا کسی اور روشنی کا محتاج تھا سو اس کے لئے خدا نے آسمان پر سورج اور زمین پر دوسری اقسام کی روشنی پیدا کر دی ہے۔ اور انسان اس ضرورت لئے کہ سانس لے اور نیز اس ضرورت کے لئے کہ کسی دوسرے کی آواز کو سن سکے۔ ہوا کا محتاج تھا۔ سو اس کے لئے خدا نے ہوا پیدا کر دی ہے۔ ایسا ہی انسان بقائے نسل کے لئے اپنے جوڑے کا محتاج تھا۔ سو خدا نے مرد کے لئے عورت اور عورت کے لئے مرد پیدا کر دیا ہے۔ غرض خدا تعالیٰ نے جو جو خواہشیں انسانی جسم کو لگا دی ہیں ان کے لئے تمام سامان بھی پیدا کر دیا ہے۔ پس اب سوچنا چاہیئے کہ جبکہ انسانی جسم کو باوجود اس کے فانی ہونے کے تمام اس کی خواہشوں کا سامان دیا گیا ہے تو انسان کی روح کو جو دائمی اور ابدی محبت اور معرفت اور عبادت کے لئے پیدا کی گئی ہے کس قدر اس کی پاک خواہشوں کے سامان دئے گئے ہونگے۔ سو وہی سامان خدا کی وحی ہے اور اس کے تازہ نشان ہیں جو ناقص العلم انسان کو یقین تام تک پہنچاتے ہیں۔ خدا نے جیسا کہ جسم کو اس کی خواہشوں کا سامان دیا ایسا ہی روح کو بھی اس کی خواہشوں کا سامان دیا۔ تا جسمانی اور روحانی نظام دونوں باہم مطابق ہوں۔

جن کو روحانی حس دی گئی ہے وہ اس بات کو محسوس کرتے ہیں کہ روح اپنی تکمیل کے لئے ایک روحانی غذا اور پانی کی محتاج ہے جس سے روحانی زندگی قائم رہ سکتی ہے۔ روحانی زندگی کیا چیز ہے؟ وہ اپنے محبوب حقیقی کی محبت اور اس سے قطع تعلق ہو جانے کا خوف ہے۔ اور محبت سے مراد وہ حالت ہے کہ بکلی دل اسی کی طرف کھینچا جائے اور اس کے مقابل پر کوئی دوسرا باقی نہ رہے۔ اور روحانی خوف سے یہ مراد ہے کہ قطع تعلق کے اندیشہ سے گناہ کا مادہ جل جائے اور روح میں ایک پاک تبدیلی پیدا ہو جائے۔........"

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۶۴۔۶۵)

کلام الامام

روزہ کی جزا

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی......... روزہ کی حکمتیں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ روزہ اس چیز کا نام نہیں کہ کوئی شخص اپنا منہ بند رکھے اور سارا دن نہ کچھ کھائے اور نہ پیئے بلکہ روزہ یہ ہے کہ مونہہ کو کھانے پینے سے ہی نہ روکا جائے بلکہ اسے ہر روحانی نقصان دہ اور ضرر رساں چیز سے بھی بچایا جائے نہ جھوٹ بولا جائے۔ نہ گالیاں دی جائیں۔ نہ غیبت کی جائے۔ نہ جھگڑا کیا جائے۔ اب دیکھو زبان پر قابو رکھنے کا حکم تو ہمیشہ کے لئے ہے۔ لیکن روزہ دار خاص طور پر اپنی زبان پر قابو رکھتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ ایسا نہ کرے تو اس کا رزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص ایک مہینہ تک اپنی زبان پر قابو رکھتا ہے تو یہ امر باقی گیارہ مہینوں میں بھی اس کے لئے حفاظت کا ایک ذریعہ بن جاتا ہے۔ اور اس طرح روزہ اسے ہمیشہ کے لئے گناہوں سے بچالیتا ہے۔

.....لعلکم تتقون میں روزوں کا ایک اور فائدہ یہ بتایا گیا ہے کہ اس کے نتیجہ میں تقویٰ پر ثبات قدم حاصل ہوتا ہے اور انسان کو روحانیت کے اعلیٰ مدارج حاصل ہوتے ہیں۔ چنانچہ روزوں کے نتیجہ میں صرف امراہی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کرتے بلکہ غربا بھی اپنے اندر ایک نیا روحانی انقلاب محسوس کرتے ہیں۔ اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کے وصال سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ غربا بیچارے سارا سال تنگی سے گذارہ کرتے ہیں۔ اور بعض دفعہ انہیں کئی کئی فاقے بھی آجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے ذریعہ انہیں توجہ دلائی ہے کہ وہ ان فاقوں سے بھی ثواب حاصل کر سکتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے لئے فاقوں کا اتنا بڑا ثواب ہے کہ حدیث میں آتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا الصوم لی وانا اجزی بہ۔ یعنی ساری نیکیوں کے فوائد الگ الگ ہیں لیکن روزہ کی جزا خود میری ذات ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے ملنے کے بعد انسان کو اور کیا چاہئے۔ غرض روزوں کے ذریعہ غرباء کو یہ نکتہ بتایا گیا ہے کہ ان تنگیوں پر بھی اگر وہ بے صبر اور ناشکرے نہ ہوں اور حرف شکایت زبان پر نہ لائیں جیسا کہ بعض نادان کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہمیں خدا تعالیٰ نے کیا دیا ہے کہ نمازیں پڑھیں اور روزے رکھیں تو یہی فاقے ان کے لئے نیکیاں بن جائیں گی۔ اور ان کا بدلہ خود خدا تعالیٰ ہو جائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے روزوں کو غربا کے لئے تسکین کا موجب بنایا ہے۔.....“

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۳۷۷)

عربی منظوم کلام

وَلَهُ التَّفَرُّدُ فِی الْمَحَامِدِ کُلِّهَا وَلَهُ عَلَاءٌ فَوْقَ کُلِّ عَلَاءِ

اور اسے تمام صفات میں یکتائی حاصل ہے اور اسے ہر بلندی سے بڑھ کر بلندی حاصل ہے

اَلْعَاقِلُوْنَ بِعَالَمِیْنَ یَرَوْنَهٗ وَالْعَارِفُوْنَ بِهٖ رَءَوْا اَشْیَاءِ

عقلمند لوگ تو کائنات کے ذریعہ اسے دیکھتے ہیں اور عارفوں نے اس کے ذریعہ اشیاء کو دیکھا ہے

هٰذَا هُوَ الْمَعْبُوْدُ حَقًّا لِّلْوَرٰی فَرْدٌ وَّحِیْدٌ مَّبْدَءُ الْاَضْوَاءِ

یہی مخلوقات کے لئے معبود برحق ہے وہ ایک اور یکتا ہے اور سب روشنیوں کا مبدأ ہے۔

هٰذَا هُوَ الْحِبُّ الَّذِیْ اٰثَرْتُهٗ رَبُّ الْوَرٰی عَیْنُ الْهُدٰی مَوْلَائِیْ

یہی وہ محبوب ہے جسے میں نے (سب پر) ترجیح دی ہے۔ مخلوقات کا رب' سرچشمہ ہدایت اور میرا مولا ہے

هَاجَتْ غَمَامَةُ حُبِّهٖ فَکَاَنَّهَا رَکْبٌ عَلٰی عُسْبُوْرَةِ الْحَدْوَاءِ

اس کی محبت کا بادل اٹھا پس گویا وہ بادل باد شمالی کی تیز رو اونٹنی پر سواروں کی طرح ہے

نَدْعُوْهُ فِیْ وَقْتِ الْکُرُوْبِ تَضَرُّعًا نَرْضٰی بِهٖ فِیْ شِدَّةٍ وَّ رَخَاءِ

بے قراری کے وقت ہم اسے عاجزی سے پکارتے ہیں اور سختی اور نرمی میں اسی پر خوش ہیں

اَعْطٰی فَمَا بَقِیَتْ اَمَانِیْ بَعْدَهٗ غَمَرَتْ اَیَادِی الْفَیْضِ وَجْهَ رَجَائِیْ

اس نے مجھے اتنا دیا کہ اس کے بعد کوئی آرزو باقی نہ رہی۔ اس کے فیض کے احسانات (کی کثرت) میری امید کی انتہائی بلندی پر بھی چھاگئی

(انجام آتھم۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۲۶۷)

فارسی منظوم کلام

○

اگر خواہی رہِ مولیٰ ز لافِ علم خالی شو　　که ره ندہند در کویش اسیرِ کبر و نخوت را

اگر مولیٰ کی راہ چاہتا ہے تو علم کی شیخی ترک کر کہ اس کے کوچہ میں اسیر کبر و نخوت کو گھسنے نہیں دیتے

منہ دل در تنعمہائے دنیا گر خدا خواہی　　که مے خواہد نگارِ من تہیدستان عشرت را

اگر خدا کا طلبگار ہے تو دنیوی نعمتوں سے دل نہ لگا کہ میرا معشوق ایسے لوگوں کو پسند کرتا ہے جو عیش کے تارک ہوں

مصفّا قطرہ باید کہ تا گوہر شود پیدا　　کجا بیند دلِ ناپاک روئے پاک حضرت را

پانی کا مصفّا قطرہ چاہیئے تا اس سے موتی پیدا ہوں۔ ناپاک دل خدا کے پاک چہرہ کو کہاں دیکھ سکتا ہے

نمے باید مرا یک ذرۂ عزت ہائے ایں دنیا　　منہ از بہر ما کرسی کہ ماموریم خدمت را

مجھے ذرہ بھر دنیا کی عزت درکار نہیں۔ ہمارے لئے کرسی نہ بچھا کہ ہم تو خدمت پر مامور ہیں۔

ہمہ خلق و جہاں خواہد برائے نفس خود عزت　　خلاف من کہ مے خواہم بہ راہِ یار ذلّت را

سب لوگ اور سارا جہان اپنے لئے عزت چاہتا ہے برخلاف اس کے میں یار کی راہ میں ذلت مانگتا ہوں

مرا ہر جا کہ مے بینم رُخِ جاناں نظر آید　　درخشد در خور و در ماہ بنماید ملاحت را

مجھے تو جدھر دیکھتا ہوں رخ جاناں ہی نظر آتا ہے سورج میں بھی وہی چمکتا ہے اور چاند میں بھی وہی اپنی ملاحت دکھاتا ہے

اگر از روضۂ جان و دل من پردہ بردارند　　بہ بینی اندراں آں دلبر پاکیزہ طلعت را

اگر میرے جان و دل کے چمن سے پردہ اٹھایا جائے تو تو اس میں اس پاکیزہ طلعت معشوق کا چہرہ دیکھ لے گا

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۵۵-۵۶)

رمضان المبارک کے فضائل و برکات

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات سے چند اہم ارشادات

مرتبہ مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب

رمضان المبارک امن و سلامتی کا مہینہ

"رمضان کا مہینہ بہت برکتوں والا ہے لیکن رمضان کا چاند جو امن کا پیغام لاتا ہے جو نیکی کا پیغام لاتا ہے آپ یہ دعا نہیں کرتے کہ اس مہینے کا چاند روزانہ ایسا نکلے۔ آپ فرماتے ہیں اے خدا ہمارا سارا سال ایسا ہو جائے کہ وہ برکتیں جو اس چاند کے ساتھ وابستہ ہیں وہ امن جو اس چاند کے ساتھ وابستہ ہے وہ ہمارے ہر روز کے چاند کے ساتھ وابستہ ہو جائے۔ امن اور صحت اور سلامتی کے ساتھ ہر روز نکلے۔ اے چاند میرا رب اور تیرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ یعنی چاند کے ساتھ کوئی ذاتی تعلق نہیں ہے۔ یہ اللہ کے بعض فرمودات بعض اللہ تعالیٰ کے ارشادات کا نشان بنتا ہے تو اچھا لگتا ہے اس کے بغیر اس سے ہمارا ذاتی تعلق کوئی نہیں ہے۔ اے چاند میرا رب اور تیرا رب اللہ تعالیٰ ہے تو خیر و برکت اور رشد و بھلائی کا چاند بن۔......" (خطبہ فرمودہ ۲۷ جنوری ۱۹۹۵ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۱۰ تا ۱۶ مارچ ۱۹۹۵ء)

"آپ سے خصوصیت سے یہ توقع رکھتا ہوں .... رمضان میں اپنے لئے بھی دعائیں کریں گے اور میرے لئے بھی دعائیں کریں گے اور جماعت کے تمام دوسرے کمزوروں اور نیکوں کے لئے برابر دعائیں کریں گے .... ایک تو یہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اندر بھی وہ شعور بیدار کر دے اور یہ رمضان اس حالت میں ہم پر گزرے کہ یہ شعور بیدار بھی ہو اور پھل بھی لائے اور اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی آواز ہم سنیں اور پھر اس رمضان سے گزریں اور دوسرے جب وقت آئے تو پھر فاصلے اس طرح نہ ناپے جائیں جو انصاف کے ترازو سے جیسے تولا جاتا ہے یا انصاف کے گزوں سے فاصلے ناپے جاتے ہیں۔ رحمت کے ترازو سے ہم تولے جائیں اور رحمت کے گزوں سے ہمارے فاصلے ناپے جائیں۔ یہی ایک صورت ہے جو مغفرت کی صورت ہے۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷ جنوری ۱۹۹۵ء۔ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۱۰ تا ۱۶ مارچ ۱۹۹۵ء)

رمضان المبارک۔ مومن کے لئے پُر سکون مہینہ

"آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطان کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ اگر مومن بھی ہو یعنی ظاہری طور پر ایمان لاتا ہو لیکن رمضان کا مہینہ دیکھنے کے بعد اس کے تقاضوں کے خلاف بات کرے اور عمداً ایسی باتوں کا ارتکاب کرے جو رمضان کے منافی ہیں بلکہ عام دنوں کے بھی منافی ہے تو ایسے شخص پر تو جہنم کے دروازے زیادہ زور سے کھولے جائیں گے۔ دراصل یہ خوشخبری ہے محض ان مومنوں کے لئے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہٖ وسلم کی اطاعت کے دائرے میں رہتے ہیں اور قرآن کی اطاعت کے دائرے میں رہتے ہیں۔ اصل میں ایک ہی چیز کے دو نام ہیں مگر قرآن کریم بھی اللہ اور رسول کی اطاعت الگ الگ بیان فرماتا ہے یہ بتانے کے لئے کہ اگر تمہیں براہ راست قرآن کریم میں کوئی حکم دکھائی نہ بھی دے رہا ہو مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہٖ وسلم نے وہ حکم دیا ہو تو چونکہ اللہ کے حکم کے سوا وہ بات کرتے ہی نہیں تھے اس لئے یقین جانو کہ آپؐ کی اطاعت ویسی ہی ہے جیسے اللہ کی اطاعت ہے۔ پس اس وجہ سے قرآن کریم بار بار اللہ اور رسول دونوں کی اطاعت پر زور دیتا ہے مگر حقیقت میں ایک ہی چیز کے دو نام ہیں........ تو امت محمدیہ جو حقیقی معنوں میں اطاعت خداوندی اور اطاعت رسول کی پابند ہو اس کے لئے خوش خبری ہے کہ ان پر دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ دوزخ کے دروازے ان پر رمضان کے بعد کیا کھول دیئے جاتے ہیں' رمضان ہی میں بند ہوتے ہیں؟ تو مراد یہ ہے کہ رمضان ان کے لئے اتنی نیکیوں کے پیغام لاتا ہے اور اتنے تقویٰ کی تعلیم دیتا ہے کہ ان کے لئے ممکن ہی نہیں رہتا کہ وہ کوئی ایسی حرکت کریں جو ان کو دوزخ میں لے جائے مگر عام دنوں میں بے احتیاطیاں ہو جاتی ہیں اور اتنی توجہ' اتنے انہماک سے نیکیوں پر عمل اور بدیوں سے بچنے کی طرف توجہ نہیں رہتی۔ اس لئے رمضان کا مہینہ مومن کے لئے سب سے زیادہ پرسکون مہینہ ہے سب سے زیادہ محفوظ مہینہ ہے۔ اس مہینے میں مومن کے لئے کوئی خطرہ درپیش ہی نہیں ہوتا کیونکہ ہمہ وقت اس کی توجہ اس طرف رہتی ہے کہ اس رمضان سے میں نیکیاں کما کر گزروں اور بدیاں جھاڑ کر نکلوں۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶ جنوری ۱۹۹۶ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۱۵ مارچ تا ۲۱ مارچ ۱۹۹۶ء)

ایمان کے تقاضے پورے کرنے کے لئے احتساب ضروری ہے۔

"سب سے پہلے اپنی نیتوں کو پرکھ کر دیکھیں اور غور کریں کہ واقعۃً اللہ پر ایمان کے نتیجے میں روزہ ہے تو ایمان کے تقاضے بھی پورے کرتے ہیں کہ نہیں۔ وہ ایمان جو فرضی ہو جس میں تقاضے پورے نہ کئے جائیں اس ایمان کا فائدہ کیا۔ اور ایمان کے تقاضے پورے کرنے کے لئے احتساب ضروری ہے اسی لئے "ایماناً و احتساباً" کے دو لفظوں کو اکٹھا جوڑ دیا گیا ہے اور مضمون کو مکمل کیا گیا ہے اور یہی بات ہے

جس کی طرف میں نے آپ کو پچھلی دفعہ بھی توجہ دلائی تھی مگر اب میں شرک کے حوالے سے اس مضمون کو آگے بڑھانا چاہتا ہوں۔

احتساب یہ کریں کہ کوئی بھی شرک کا پہلو آپ کی اس نیکی میں باقی نہ رہے اور شرک کے تو پہلو آئے دن داخل ہوتے ہی رہتے ہیں اور آدمی سوچتا بھی نہیں کہ چھوٹی سی بات ہے لیکن اس میں ایک شرک کا پہلو تھا۔ جو شخص اللہ کی خاطر روزے رکھتا ہے اور روزانہ یہ حساب کرتا ہے کہ میرا وزن کتنا کم ہوا ہے اور کچھ چربی گھٹی کہ نہیں گھٹی وہ روزے کے اندر اپنے وزن کے گرانے کی ملونی کو بھی داخل کرلیتا ہے اور بظاہر بطور گناہ اس کو احساس بھی نہیں ہوتا۔ اور اگر سرسری جائزہ لے تو گناہ ہے بھی نہیں ایک زائد فائدے کی طرف توجہ ہو جاتی ہے۔ مگر اگر رمضان خالصتاً نہیں تو بہت حد تک اس نیت سے منایا جائے کہ انسان اس موقع پر فائدہ اٹھائے جب سب فاقے کر رہے ہیں اس لئے فاقہ کرنا آسان ہو جائے گا اور ان فاقوں کے دوران اپنی WAIST LINE کم کی جائے اور وزن گرایا جائے تو کون کہہ سکتا ہے یہ گناہ ہے۔ گناہ تو نہیں ہے لیکن رمضان کو "ایماناً" نہیں کہہ سکتے۔ اس رمضان کا ایک جسمانی فائدے سے تعلق تو تھا لیکن آپ کے ایمانی فائدے سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴ جنوری ۱۹۹۷ء مطبوعہ ۱۴ مارچ تا ۲۰ مارچ ۱۹۹۷ء)

لیلۃ القدر کی ایک رات

آنحضور صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہٖ وسلم تو اللہ کے نور سے دیکھنے والے وجود ہیں اور جو خدا کے نور سے دیکھتا ہے وہ حکمت سے عاری بات کیسے کر سکتا ہے۔

پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہٖ وسلم رمضان کے تعلق میں جب فرماتے ہیں کہ رمضان اچھا گزر گیا تو سال گزر گیا یہی مضمون جب لیلۃ القدر کے حوالے سے آپ کے سامنے آئے گا تو پتہ چلے گا کہ پھر ایک رمضان کی ایک سال کی بات نہیں رہے گی وہ رات اچھی گزر گئی تو ساری زندگی اچھی گزر گئی۔ پس جہاں رمضان کا ایک مہینہ ایک سال پر اپنی نیکیوں اور خوبیوں کے لحاظ سے پھیل جاتا ہے وہاں لیلۃ القدر کی ایک رات ساری زندگی پر اپنے نور کے ساتھ پھیل جاتی ہے۔ وہ صبح طلوع ہوتی ہے جو پھر موت کے ساتھ ہی ختم ہوتی ہے بیچ میں کبھی کوئی اور رات نہیں آتی۔

یہ وہ مضامین ہیں جو رمضان کے تعلق میں آپ کو گہری نظر سے دیکھنے چاہئیں اور روزمرّہ کی زندگی میں ان کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان سے استفادہ کرنا چاہئے۔ اور طریق کار کیا کیا ہیں احتساب کے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جو ایمان کے تقاضے پورے کرتے ہوئے احتساب کی نیت سے رمضان کی راتوں میں اٹھ کر نمازیں پڑھتا ہے۔ پس راتوں کو اٹھنا عبادت کی خاطر اور عبادت اس لئے کرنا کہ اپنا احتساب کریں یہ وہ مضمون ہے جس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے کھولا ہے اور اس کے نتیجے میں استغفار بخشش ہوتی ہے۔" (ایضاً)

رمضان میں احکام شریعت کی ادائیگی

"تمام تر شریعت احکامات اور نواہی جس کثرت کے ساتھ اور جس تکمیل کے ساتھ رمضان میں دہرائے جاتے ہیں یعنی ان پر عمل کیا جاتا ہے اور کروایا جاتا ہے یہاں تک کہ ایک پہلو بھی شریعت کا باقی نہیں رہتا جو رمضان میں نہ ادا ہو۔ اس پہلو سے کوئی اور مہینہ ایسا نہیں کہلا سکتا کہ گویا قرآن کریم اس کے بارے میں نازل ہوا۔ جب رمضان کے بارے میں نازل ہوا پڑھتے ہیں تو مراد ہے کہ قرآن کریم نے جتنی بھی انسان سے توقعات کی ہیں، جتنے بھی ارشادات فرمائے ہیں، جتنی باتوں سے روکا ہے یا ناپسند فرمایا ہے ان سب کا اس ایک مہینے سے تعلق موجود ہے۔

پس خدا کی خاطر بھوکے رہ جانا اب یہ بھی ایک عبادت کا مضمون ہے لیکن رمضان کے علاوہ کسی مہینے میں لازما نہیں ہے۔ خدا کی خاطر اس سختی کا جواب بھی سختی سے نہ دینا جس کا سختی سے جواب دینے کی قرآن بعض حالات میں اجازت بھی دیتا ہے مگر خدا کی خاطر نیکی کو اس کے اعلیٰ درجے پر پہنچ کر ادا کرنا اور ادنیٰ درجے پر بھی ادا کرنا یہ تمام تر مواقع رمضان میں اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ وہ چیزیں جو جائز ہیں ان سے خدا کی خاطر مزید احتراز اور نوافل پر زور یہ روزمرہ کے عام مہینوں میں دیکھنے میں آتا تو ہے مگر شاذ کے طور پر اس طرح نہیں کہ پوری قوم مسلسل ان باتوں میں ہمہ تن مصروف ہو جائے۔ پس اس پہلو سے کوئی بھی ایسی نیکی نہیں جس کا قرآن میں ذکر ہو اور رمضان میں خصوصیت کے ساتھ اس کو ادا کرنے کے مواقع نہ ہوں اور کوئی بھی ایسی بدی نہیں ہے جس سے رکنے کا حکم ہو اور رمضان مبارک میں خصوصیت کے ساتھ ان بدیوں سے روکنے کی تلقین نہ فرمائی گئی ہو۔ تو گویا اگر رمضان کا مفہوم آپ سمجھ جائیں اور رمضان کو کامیابی سے گزار جائیں تو گویا آپ نے تمام شریعت پر عمل کر لیا، تمام قرآن پر عمل کر لیا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹۔ جنوری ۱۹۹۶ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۸ تا ۱۴ مارچ ۱۹۹۶ء)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک روزہ دار کی کیفیت

"رمضان خدا کی خاطر ایسی سختیوں کا نام ہے کہ جو بعض دفعہ موت کے منہ تک پہنچا دیتی ہیں اور اس کے نتیجے میں اللہ کہتا ہے کہ اب میں جزا ہوں۔ اور فرماتا ہے کہ مجھے ایسے شخص کے منہ کی بدبو بھی جو رمضان میں میری خاطر اس نے قبول کر لی ہے، یہ کستوری کی خوشبو سے بہتر لگتی ہے۔ یہ مراد تو نہیں ہے کہ کستوری کی خوشبو اللہ تعالیٰ سونگھتا ہے۔ لیکن خالق کو اس چیز کی صفات کا علم ہوتا ہے۔ جب تک ایک خالق کو اس چیز کی صفات کا علم نہ ہو وہ چیز بنا ہی نہیں سکتا۔ اس لئے اللہ کے متعلق یہ کہنا بے ہودہ بات ہے کہ وہ سونگھ سکتا ہے کہ نہیں۔ جو چیز اس نے پیدا کی ہے

اس کے تمام خواص سے وہ واقف ہے ورنہ اس کی تخلیق کے ڈیزائن میں وہ خواص آ ہی نہیں سکتے۔ پس یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ بدبو کیا ہوتی ہے۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ ۴ مارچ ۱۹۹۴ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۲۵ تا ۳۱ مارچ ۱۹۹۴ء)

نیکی کی کوشش۔ لامتناہی جزا کا موجب

"رمضان کے تعلق میں ہمیں اصل زندگی کا فلسفہ مل گیا ہے۔ اس دنیا میں جو لوگ نیکی کی تمنا رکھتے ہیں اور نیکی کرنے کی کوشش کرتے ہیں موت ان کے سفر کو ختم کر دیتی ہے مگر خدا کے نزدیک وہ نیکیاں جاری رہتی ہیں۔ اسی لئے لامتناہی جزاء ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ روزے کی تمنا لے کر اور حسب توفیق روزے رکھتے ہوئے اگر بیماری پڑ گئی تو تمہارا عمل منقطع نہیں ہو گا خدا کے حضور لکھا جائے گا اور جزا بھی لامتناہی ہو گی۔" (ایضاً)

سحری و افطاری میں اللہ تعالیٰ کی رضا

"........افطاری کروانا اچھی بات ہے مگر افطاریوں میں جان ڈال دینا ان معنوں میں کہ خوراک کی باتیں ہو رہی ہیں کس نے زیادہ اچھا کھلایا' کس نے زیادہ اچھا پکایا یہ تو رمضان کے مضمون کے منافی ہے۔ سوشل فنکشن منا لینا اس حد تک کہ بعض جگہ اطلاعیں ملی ہیں کہ چندے اکٹھے ہو رہے ہیں کہ افطاریاں کروائیں۔ میں نے فیکس پہ ان کو کہا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ ہرگز اجازت نہ دیں۔ ....اگر جماعت اپنی طرف سے کرتی ہے تو کرے بے شک لیکن افطاریاں کروانے کو رسم بنا لینا اور اس کے لئے چندے اکٹھے کرنا اور جو پیسے دے سکتا ہے وہ آئے' یہ بالکل ظلم ہے' رمضان کی روح کے بالکل منافی اور اس سے متصادم ہے۔

رمضان کی روح تو یہ ہے کہ آپ بھوکے رہتے ہیں' بھوکوں کی خاطر ان بھوکوں کی خاطر جن میں خدا آپ کا انتظار کر رہا ہے جن کی تکلیف میں خدا موجود ہے آپ وہاں پہنچیں گے تو خدا کو پہچانیں گے ان کی خدمت کریں۔ اصل افطاری وہ ہے کہ جب جہاں آپ کو بھوکوں کی تلاش ہو جہاں غریبوں کی جستجو ہو دیکھیں کہ کون کون ہیں جو دکھوں میں مبتلا ہیں' ان تک پہنچیں' ان کے دکھ دور کریں' وہ لذت جو آپ محسوس کریں وہ لذت خدا محسوس کر رہا ہو گا یہ ہیں وصل کے ذریعے۔ ...." (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲ فروری ۱۹۹۶ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۲۲ تا ۲۸ مارچ ۱۹۹۶ء)

روزہ کی ایک ظاہری حکمت

"رمضان اس پہلو سے انسان کے لئے ایک پیغام لے کے آیا ہے جسموں کے لئے بھی یہ زائد چربیوں کے پگھلانے

کے دن ہیں وہ جو تن آسان ہیں اور امیر کھا کھا کر موٹے ہو جاتے ہیں اور کام کی توفیق کم ملتی ہے' ان کیلئے بھی یہ رمضان ــــــــ ایک خوشخبری لے کے آیا ہے۔ ان بیماروں کے لئے بھی ہے جو کم کھانے کے باوجود پھر بھی موٹے ہو جاتے ہیں۔ یہ پتلا کرنے والا مہینہ ہے۔ پس اگر یہ چربی جو روحانی طور پر کسی انسان پر چڑھتی ہے اسے گھلانا ہے تو رمضان وہ گرمی لے کر آیا ہے جو اس چربی کو پگھلا دیتی ہے۔ اگر جسمانی چربی کو کم کرنا ہے تو روزے اس میں تمہارے مد ہوں گے اور تمہیں پہلے سے بہتر حال میں چھوڑ دیں گے۔ یہ وہ مضمون ہے جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اس طرح بیان فرمایا۔ یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا:

"ہر چیز کو پاک کرنے کے لئے اس کی ایک زکوٰۃ ہوتی ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔" (ابن ماجہ)

اب صرف روح کی زکوٰۃ نہیں فرمایا۔ روح کی زکوٰۃ بھی ہے مگر یہاں خصوصیت سے جسم کی زکوٰۃ کا ذکر فرمایا ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے یہ جامع الصغیر سے لی گئی ہے۔ "صُومُوا تَصِحُّوا" اگر تم صحت مند ہونا چاہتے ہو تو روزے رکھو۔ تمہاری ضرورت سے زائد چربیاں پگھلیں گی اور ہلکا بدن اختیار کرنے کی توفیق ملے گی۔"

تزکیہ نفس اور تنویر قلب

" رمضان مبارک میں نماز کی طرف خصوصیت سے توجہ دینی ضروری ہے اور ایسی نماز پڑھنی چاہئے جس کے نتیجے میں انسان اپنے بدن سے بدیاں جھڑتے ہوئے دیکھ لے۔ اپنی روح کے بدن کو پہلے کی نسبت ہلکا ہوتا ہوا دیکھ لے۔ اور ہر انسان اگر بالارادہ طور پر نگاہ رکھے کہ میں دیکھوں مجھے رمضان میں نمازوں نے کیا فائدہ پہنچایا تو اس کے لئے اس کی پہچان ناممکن نہیں ہے بلکہ آسان ہے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی تعلیمات اور قرآن اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالنے والے ہیں۔ اندھیرے موجود ہیں یہ نہ سمجھیں کہ نہیں ہیں اس سے روشنی کی طرف نکلنا یہ رستہ چاہتا ہے جو میں دکھا رہا ہوں اور صراط مستقیم پر چلتے ہوئے صراط مستقیم کی دعا مانگنے کا یہ مطلب ہے جسے سمجھتے ہوئے آپ کو استغفار کے ساتھ یہ دن گذارنے چاہئیں۔ پہلے اگر یہ نمازیں ضائع ہو گئیں اور ان سے فائدہ نہ اٹھا سکے۔ اب جو نمازیں رمضان میں آپ پڑھیں گے ان میں اس مضمون کو پیش نظر رکھتے ہوئے کوشش کریں کہ تزکیہ نفس کا موجب بنیں۔ جب تزکیہ نفس ہو گا تو پھر تنویر قلب تو آنی ہی آنی ہے تنویر قلب دل کی روشنی کا نام ہے۔"

رمضان المبارک میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں

"رسول خدا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا۔ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوسری یہ روایت ہے کہ جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ یعنی آسمان کے دروازوں سے مراد کیا ہے؟ جنت کے دروازے۔ اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطان جکڑ دیئے جاتے ہیں۔ اور ایک اور روایت میں آیا ہے کہ رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔........ اس لئے اس مضمون کو سمجھنے کے لئے ہر انسان کو اپنی ایک کائنات کا تصور کرنا ہو گا۔ ہر انسان کی اپنی زمین ہے اور اپنا آسمان ہے اور اس حدیث کا تعلق ہر شخص کی زمین اور ہر شخص کے آسمان سے ہے۔ وہ شخص جو رمضان میں اپنی کائنات میں تبدیلیاں پیدا کرتا ہے اور وہ نیکیاں اختیار کرتا ہے جو اس مہینے کے ساتھ وابستہ ہیں اور جو اس کے لئے آسان کر دی جاتی ہیں۔ اس کے لئے یقیناً اس کے آسمان کے دروازے کشادہ ہو رہے ہوتے ہیں اور اس کی جہنم کے دروازے بند ہو رہے ہوتے ہیں۔ لیکن اگر رمضان آئے اور وہ ان نیکیوں سے فائدہ نہ اٹھائے تو پھر اس حدیث کے مضمون اور اس کی خوشخبریوں کا اطلاق اس کے جہان پر نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ غیروں کا جہان دیکھیں وہ اس حدیث کے مضمون سے مستثنیٰ، بے نیاز ایک الگ زندگی بسر کر رہا ہے اور اس کے مشاغل اسی طرح بد ہیں جیسے پہلے ہوا کرتے تھے، رمضان نے ان پر کوئی نیک اثر نہیں ڈالا۔

رمضان میں کیوں یہ دروازے یعنی رحمت کے اور بخشش کے دروازے زیادہ کھولے جاتے ہیں اور روزمرہ زندگی میں کیوں نسبتاً تنگ ہو جاتے ہیں۔ اس مضمون پر غور کریں تو حقیقت یہ ہے کہ رمضان میں نیکی کی ایک فضا قائم ہوتی ہے ایک ماحول بن جاتا ہے چھوٹے چھوٹے بچے بھی کہتے ہیں ہمیں اٹھاؤ ہم نے بھی روزہ رکھنا ہے اور بعض بے چارے جب آدھی رات کو اٹھتے ہیں تو گھبرا جاتے ہیں کہ نہیں ہم نے اتنی جلدی روزہ نہیں رکھنا مگر نیکی کی خواہش ضرور ان کے دلوں میں کلبلاتی ہے اور ہر گھر میں یہ نمونے دکھائی دیتے ہیں۔ اور بعض جو پورا نہیں رکھ سکتے وہ کہتے ہیں ہمیں دو روزے رکھوا دو آدھے آدھے رکھ لیں گے لیکن روزے کی طرف توجہ، نمازوں کی طرف توجہ اس عمر میں بھی شروع ہو جاتی ہے جس عمر میں ابھی ان عبادتوں کا ان کو مکلف نہیں کیا گیا ان پر یہ عبادتیں فرض نہیں کی گئیں۔ تو یہ تو وہ ماحول ہے جیسے برسات کے زمانے میں بعض جڑی بوٹیاں پھوٹتی ہیں سبزہ ہر طرف پھوٹنے لگتا ہے یا بہار کے دنوں میں بعض بنجر علاقوں میں بھی بہت خوبصورت پھول نکل آتے ہیں۔ تو رمضان کا موسم ہے جس کی بات ہو رہی

ہے۔ اس موسم میں تمہارے دل نیکیوں پر آمادہ ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ ان میں ایک طبعی میلان جوش مار رہا ہے کہ نیکی کریں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸ فروری ۱۹۹۴ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۱۱ تا ۱۷ مارچ ۱۹۹۴ء)

رمضان المبارک میں خیرات و صدقہ

"ایک اور نیکی جس کی طرف میں آپ کو توجہ دلانا چاہتاہوں وہ غریب کی ہمدردی ہے۔ روزہ کھلوانا ایک سمبل (Symbol) ہے اس وقت۔ رمضان کے دنوں میں یہ نیکی ایک سمبل (Symbal) بن جاتی ہے اور یہ سمبل (Symbal) اپنی ذات میں یہاں تک محدود نہیں رہتا اس کا تعلق احتیاج پوری کرنے سے ہے' دکھ درد دور کرنے سے ہے اور کوئی شخص اگر کسی نیک روزے دار کا دکھ دور کرے تو وہ چاہے روزہ کھلوا کر ہو یا اور طریقے سے ہو' وہ ضرور اللہ کے ہاں خاص مرتبہ رکھے گا اور ایسا نیکی کرنے والا خاص جزا پائے گا۔ لیکن اس کے علاوہ بھی انسانوں سے ہمدردی رمضان کا حصہ ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے متعلق آتا ہے کہ بہت سخی تھے۔ بے حد خرچ کرنے والے تھے مگر رمضان میں تو یوں لگتا تھا ہوائیں آندھی بن گئی ہیں۔ اس قدر تیزی پیدا ہو جاتی تھی آپ کے خرچ میں اور وہ صرف روزہ کھلوانے کی حد تک محدود نہیں تھا بلکہ روزہ کھلوانے کے متعلق مجھے تو کوئی ایسی روایت معلوم نہیں کہ خالصتاً صرف روزہ کھلوایا کرتے ہوں۔ وہ بھی ایک خیرات کا حصہ تھا اور ہوتا ہو گا لیکن زیادہ تر غریبوں کی تلاش میں ان کی کھوج لگا کر ان پر خرچ کرنا اور کثرت کے ساتھ ان کی ضرورتوں کو پورا کرنا یہ وہ نیکی تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی زندگی سے ثابت ہے۔ آپ کی سنت سے ثابت ہے۔" (ایضاً)

جھوٹ سے بچنا اور سچائی اختیار کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جو روزہ دار جھوٹی بات اور غلط کام نہیں چھوڑتا اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانے پینے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے چھوڑے نہ چھوڑے' جو مرضی کرتا پھرے۔ اللہ تعالیٰ کو اس بات سے کوئی دلچسپی نہیں ہے کہ اس نے میری خاطر کھانا چھوڑ دیا اور پانی پینا بند کر دیا۔ جو چھوڑنے والی باتیں ہیں وہ یہ ہیں حقیقت میں اور جو چھڑائی جا رہی ہیں وہ تو جائز باتیں ہیں وہ تو عارضی طور پر بد باتوں کو چھڑانے کے لئے آپ کو ایک ورزش کروائی جا رہی ہے۔ تو عجیب بات ہے کہ لوگ وہ باتیں جو حلال ہیں اور جائز ہیں وہ تو چھوڑ دیتے ہیں روزوں میں اور جو حرام ہیں وہ نہیں چھوڑتے۔ اور بڑی بھاری تعداد ایسے بے وقوفوں کی ہے اور اگر آپ اپنے آپ کا جائزہ لیں تو اس بے وقوفی میں کسی نہ کسی حد تک تقریباً ہر انسان ہی مبتلا رہتا ہے۔ بڑے گناہ نہیں چھوٹے گناہ کرتا رہتا ہے' لغویات میں مصروف رہتا ہے۔

پس روزے رکھنے میں جو جائز چیزوں کو چھوڑنا ہے اس میں یہ سبق ہے کہ جائز چھوڑ رہے ہو خدا کا خوف کرو ناجائز

کی جرأت کیسے کرو گے اللہ کی خاطر تم کہتے ہو کہ ہمیں ایسا پیار ہے خدا سے اس کی خاطر حلال چیزیں چھوڑنے پر آمادہ بیٹھے ہیں اور حرام نہیں چھوڑ سکتے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے اس کے روزے میں کوئی دلچسپی نہیں۔ کوئی اس کو فائدہ نہیں ہو گا۔ پس خصوصیت سے جھوٹی بات سے پرہیز یہ ایک بہت ہی اہم اور عظیم نصیحت ہے اگر وہ لوگ جن کو جھوٹ کی عادت ہے اور بسا اوقات وہ جھوٹ بولتے ہیں ان کو پتہ بھی نہیں لگ رہا ہوتا کہ جھوٹ بول رہے ہیں لیکن کبھی کبھی یاد بھی آ جاتا ہے کہ ہاں ہم جھوٹے ہیں اگر خود وہ سوچیں تو پھر ان کو جھوٹ دور کرنے کی طرف توجہ پیدا ہو۔ مصیبت یہ ہے کہ جب کوئی دوسرا کہے تو نہ صرف یہ کہ مانتے نہیں بلکہ غصہ کرتے ہیں اور جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم جھوٹ نہیں بولتے۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں۔........ بعض لوگوں کو پتہ نہیں لگتا۔ لیکن سب سے مہلک بیماری جھوٹ ہے ہر نیکی کو کھا جاتی ہے یہ وہ تیزاب ہے جس سے سونا بھی پگھل جاتا ہے۔ "ایکوا ریجا" اس تیزاب کو کہتے ہیں جس سے سونا بھی نہیں بچتا تو یہ تو ہر نیکی کو کھانے والا تیزاب ہے اس سے بچنے کی کوشش کریں اور اپنے گھروں کو خصوصیت سے سچائی کی آماجگاہ بنائیں۔ اپنی بیویوں پر اپنے بچوں پر نظر رکھیں اور اگر آپ جھوٹے ہیں تو بیوی کو چاہئے کہ وہ آپ پر نظر رکھے۔ بچے میری آواز سن رہے ہیں اور مجھے پتہ ہے کہ آجکل احمدی بچوں کو بہت زیادہ شوق ہے اپنے بڑوں کی تربیت کرنے کا۔ وہ جو بات سن لیتے ہیں معصومیت سے اسے پلے باندھ لیتے ہیں اور پھر بڑے کو کرتے دیکھتے ہیں کہتے ہیں دیکھو دیکھو ہم لکھ دیں گے حضرت صاحب کو کہ تم یہ کیا کر رہے ہو اور کئی ماں باپ مجھے لکھتے ہیں کہ ہمیں بڑا لطف آیا بات سن کر۔ ان کی نصیحتیں ان کو پیاری بھی لگتی ہیں اور ان کے دل پر اثر بھی کرتی ہیں۔ اگر محلے والا کوئی آ کے کہتا تو شاید اس پر مرنے مارنے پر یا لڑنے پر آمادہ ہو جاتے۔

پس بچوں کو میں کہہ رہا ہوں جو میرے مخاطب ہیں میرے سامنے ٹیلی ویژن پر بیٹھے ہوں گے وہ تیار ہو جائیں مربی بننے کے لئے، مگر گستاخی نہ کریں، ماں باپ آپ کے بڑے ہیں۔ ان سے تن کر نہ بولنا۔ ادب اور پیار سے ان کو سمجھائیں تو انشاء اللہ آپ کی باتوں کا نیک اثر پڑے گا۔ یہ جو آپ نے محاورہ سن رکھا ہے کہ پھول کی پتی سے ہیرے کا جگر کٹ سکتا ہے تو اے احمدی بچو! تم وہ پھول کی پتیاں ہو جن سے سخت جگر بھی کٹ سکتے ہیں۔ اگر پیار سے اللہ کی خاطر' ہمدردی سے' اپنے بڑوں کو نصیحت کرو گے تو دیکھنا انشاء اللہ ان کے دل پر اس کا کیسا گہرا اثر پڑے گا۔ تو تم بھی نگران ہو جاؤ اور اپنے گھروں میں جھوٹ کو داخل ہونے کی اجازت نہ دو اور جو داخل ہوئے ہیں ان کو دھکے دے دے کر باہر نکال دو۔" (ایضاً)

رمضان المبارک۔ اور ایمان کے تقاضے

"رمضان مبارک میں ہم نے یہ سب کچھ حاصل کرنا ہے ایک مہینے کا سفر ہے اَیَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ یہاں اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ اتنی بڑی مصیبت نہیں ہے کہ تم کہو کہ او ہو! بڑی مشکل میں پڑ گئے۔ ایک سال کا بارھواں حصہ ہی ہے نا۔ وقت گذار لو وہاں دوسری طرف ایک اور پیغام بھی ہے کہ یہ دن بار بار سال میں نہیں آئیں گے ایک سال میں یہ چند دن آئیں گے اور گذر جائیں گے بہار کے ایام ہیں ان سے فائدہ اٹھالو۔ اگر نہ اٹھا سکے تو پھر سال بھر حسرت رہے گی اور تم حسرت سے دیکھو گے کہ کاش یہ چند دن ہم نیکیاں کر کے خدا کو راضی کر لیتے اور اس مہینے کی برکات سے مستفیض ہو سکتے۔.......... آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے گر سکھا دیا کہ اس طرح اس رمضان سے پیش آؤ کہ تم اس کی برکتوں سے پورا فائدہ اٹھا سکو۔ جو یہ ہے کہ رمضان کو ایمان کے ساتھ قائم کرو اور احتساب کے ساتھ قائم کرو۔

ایمان کا تعلق یہ ہے کہ ایمان کے جتنے تقاضے ہیں وہ اس رمضان میں تمہیں دکھائی دیں گے اور ایمان کے سارے تقاضے پورے کرو۔ ایمان کا ایک تقاضا یہ ہے کہ دنیا سے بے پروا دنیا کی نظر سے غافل انسان محض اللہ کی رضا کی خاطر کوئی کام کرتا ہے اور اس کی خاطر پھر اعمال اختیار کرتا ہے۔ پس آدھی رات کو اٹھنا جبکہ کسی کو خبر نہ ہو کہ کیا ہو رہا ہے اس وقت محض اللہ کی یاد کی خاطر اٹھنا اس کا گہرا ایمان سے تعلق ہے۔ پس مراد ہے اپنی راتوں کو بھی جگاؤ پھر خدا کے نام پر بار بار اس مہینے میں نیکی کرنا اور دین کے تمام فرائض کو پورا کرنا ایمان کی تفاصیل میں تمام عبادات داخل ہیں۔ ایمان باللہ کا مطلب صرف یہ نہیں کہ اللہ کو کہہ دیا کہ اللہ ایک ہے یا اللہ موجود ہے۔ ایمان باللہ کے اندر تمام اہل عرفان، اہل علم جانتے ہیں کہ تمام نیکی کے مضامین جو ایمان لانے کے بعد انسان کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں ان سب کو قبول کرنا اور ان پر عمل کرنا ہے پھر "ایماناً" کہہ کر ایک بہت وسیع مضمون کو ایک لفظ میں بیان فرمادیا یا اس کے بعد کسی اور لفظ کی بظاہر ضرورت نہیں رہتی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ایک اور لفظ استعمال فرمایا ہے اور وہ ہے "احتساباً" کہ ہر لمحہ اپنا حساب کرتے رہنا یہ نہ سمجھنا کہ تم نیکیاں کر رہے ہو اگر تم نے نیکی پر نظر نہ رکھی، اپنی نیتوں کو ٹٹولتے نہ رہے تو جن کو تم ایمان کے مطابق رمضان قائم کرنا کہتے ہو بسا اوقات وہ ایمان کے مطابق نہیں ہوگا بلکہ بعض اور تقاضوں کے نتیجے میں ہوگا۔ رمضان کے مہینے میں کئی ایک قسم کے رواج چلتے ہیں اور انسان بظاہر یہ سوچتے ہوئے کہ یہ چیزیں منع تو نہیں، جائز ہیں ان میں شدت اختیار کرتا ہے لیکن احتساب کے خلاف ہے مثلاً افطاریاں

چلتی رہتی ہیں۔ لمبی لمبی امیروں کی امیروں کے ساتھ مجلس۔ بعض عرب ملکوں میں بلکہ شاید اکثر عرب ملکوں میں تو یہ رواج ہے کہ ساری ساری رات کھاتے پیتے اور بعض علاقوں میں تو ناچتے گاتے بھی ہیں اور ساری رات مجلسیں لگاتے ہیں اپنے گھروں سے کچھ کھانا اکٹھا کر کے لے آتے ہیں اور وہ کُلُوْا جَمِیْعًا ہوتا ہے اس طرح وہ صبح کا انتظار کرتے ہیں اور پھر جب روزے کا وقت آئے تو شاید سحری کھانے کا تو کوئی وقت ہی نہیں، توفیق ہی نہیں ملتی ہوگی۔ تو اس وقت کھانا پینا بند کیا اور روزہ شروع ہو گیا۔ ایمان کا تقاضا یہ تو نہیں ہے۔ ایمان کا تقاضا تو وہ ہے جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم پورا فرمایا کرتے تھے۔ روایات میں آتا ہے کہ عام دنوں میں بھی آپ اپنی راتوں کو جگاتے تھے مگر رمضان میں جس شدت سے جگاتے تھے اس کی کوئی مثال دکھائی نہیں دیتی۔ عام دنوں میں بھی آپ دن کو نیکیاں کرتے تھے عام دنوں میں بھی آپ غریب پروری فرماتے تھے۔ مگر رمضان کے مہینے میں تو اس کی شکل ایسے ہو جاتی تھی جیسے عام بارش موسلا دھار بارش میں تبدیل ہو جائے۔ اس طرح نیکی ہر طرف سے برسنے لگتی تھی پس اس کو کہتے ہیں ایمان کا حق ادا کرنا اور اس سلسلے میں احتساب لازم ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱ فروری ۱۹۹۴ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۴ تا ۱۰ مارچ ۱۹۹۴ء)

رمضان المبارک۔ گناہوں سے بخشش

"پس دو ہی صورتیں ہیں بخشش کے یقین کی۔ ایک یہ کہ رمضان آئے اور گناہوں کے سارے خیالات کو دھو کر اس طرح پرے پھینک دے جیسے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ایک نوزائیدہ بچہ ہے۔ نوزائیدہ بچہ پاک آتا ہے لیکن بد بھی ہو جاتا ہے۔ اس کا بعد میں بد ہونا یہ تو ثابت نہیں کرتا کہ وہ نوزائیدہ تھا ہی نہیں مگر بد ہونے میں وقت لگتا ہے کتنی دیر اس کو بلوغت کا انتظار کرنا پڑتا ہے کتنی دیر ابتلاؤں اور امتحانوں میں پڑنے کا انتظار کرنا پڑتا ہے اچانک تو نوزائیدہ بچہ بد نہیں ہوا کرتا۔ ایک لمبے عرصے تک بدی کی خواہش ہی نہیں ہوتی اور اکثر بدیوں سے اس لئے محروم ہوتا ہے کہ ان کا تصور بھی کوئی نہیں رہتا۔

پس اگر رمضان بدیوں کو اس طرح مٹا کر جاتا ہے کہ اس کی تمنائیں مدھم پڑ جاتی ہیں یا مٹ جاتی ہیں۔ وہ خواہشیں مرنے لگتی ہیں اور پھر بعد میں ان کو دوبارہ ارادتاً زندہ کرنے کی کوشش نہیں کرتا تو بعد میں ممکن ہے ایسا شخص بھی دھوکہ کھا جائے اور گر جائے لیکن عموماً ہم کہہ سکتے ہیں کہ رمضان کچھ بخشش کے سامان اس کے لئے پیچھے چھوڑ گیا۔

پس اپنے لئے دعائیں کریں اور یہ دعائیں کرتے ہوئے رمضان میں داخل ہوں کہ جو رمضان کے اعلیٰ مقاصد ہیں ہم ان کو حاصل کرنے والے ہوں۔ ہماری بدیاں جھڑ جائیں ہمارا احتساب کامل ہو اور ہمارا ایمان زندہ ہو جائے اور اس کے تمام تر تقاضے پورے کرتے ہوئے ہم اس خدا کو پا لیں جس کی طرف رمضان ہمیں انگلی پکڑ کر لے جا رہا ہے۔" (ایضاً)

تبرکات

ہزار مہینوں کی ایک رات

مغرب سے لیکر فجر تک سلام و رحمت کا نزول

(رقم فرمودہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے......)

چند دنوں میں رمضان مبارک کا آخری عشرہ شروع ہونے والا ہے۔ اسی عشرہ میں وہ مبارک رات آتی ہے جس کے متعلق قرآن مجید فرماتا ہے کہ:۔

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ۔ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ۔ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ۔ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ۔ هِیَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ۔

یعنی ہم نے قرآنی شریعت کو ایک عظیم الشان رات کے زمانہ میں اتارا ہے۔ اور اے مخاطب تو کیا جانے کہ یہ رات کتنی برکات اور کتنے فضائل کی حامل ہے۔ یہ رات تو ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے۔ اس میں خدا کے فرشتے خدا کے اذن سے اس کے پاک کلام کے ساتھ ہر ضروری امر لے کر زمین پر اترتے ہیں اور پھر غروب آفتاب سے لے کر طلوع فجر تک سلام و رحمت کا مسلسل نزول ہوتا رہتا ہے۔"

ان لطیف آیات کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل کا زمانہ گویا روحانی لحاظ سے ایک تاریک ترین رات کے مشابہ تھا جب کہ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کے مطابق ہر آسمانی روشنی مدھم پڑتے پڑتے بالآخر بجھ چکی تھی اور چاروں طرف اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ حتیٰ کہ وہ وقت آیا کہ آپ کے بے مثل روحانی سورج نے افق مشرق سے طلوع ہو کر اس رات کی تاریکی کو دن کی روشنی میں بدل دیا۔ اور پھر خدائے اسلام نے قیامت تک کے لئے یہ مقدر کیا کہ ہر ہزار مہینے کے بعد (جو کچھ اوپر تراسی سال کا زمانہ بنتا ہے) ایک مجدد مبعوث ہو کر گذرے ہوئے زمانہ کی کدورتوں کو دھو کر دین کو از سر نو پاک و صاف کر دیا کرے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت بھی اسی لیلتہ القدر میں ہوئی تھی۔

لیکن ان آیات کے ایک ظاہری معنی بھی ہیں جو معروف لیلتہ القدر سے تعلق رکھتے ہیں۔ جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:۔

تَحَرَّوْا لَیْلَةَ الْقَدْرِ فِی الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ۔

یعنی اے مسلمانو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے کسی رات میں لیلۃ القدر کو تلاش کر کے اس کی برکات سے فائدہ اٹھایا کرو"

ایک دوسری حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:۔

مَنْ کَانَ مُتَحَرِّیْھَا فَلْیَتَحَرِّھَا فِی السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ۔

"یعنی جس شخص کو لیلۃ القدر کی برکات کی تمنا ہو اسے چاہئے کہ اسے رمضان کی آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔"

اور ایک تیسری حدیث میں آپ فرماتے ہیں کہ:۔

اِلْتَمِسُوْھَا فِی التَّاسِعَۃِ وَالسَّابِعَۃِ وَالْخَامِسَۃِ

"یعنی لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ میں انتیسویں اور ستائیسویں اور پچیسویں رات میں تلاش کرو۔"

ان احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ گو خدا تعالیٰ کی ازلی حکمت نے (اور اس حکمت کا مقصد ظاہر ہے کہ مسلمان کم از کم چند راتیں تو تلاش میں گذاریں اور کسی ایک رات پر تکیہ نہ کر بیٹھیں) لیلۃ القدر کو معین صورت میں تو ظاہر نہیں فرمایا لیکن یہ بات ضرور معین فرمادی ہے کہ یہ رات رمضان کے آخری عشرہ کی وتر راتوں میں سے کوئی نہ کوئی رات ہوتی ہے۔ وتر کی یعنی طاق رات کی یہ خصوصیت ہے کہ اَللّٰہُ وِتْرٌ وَیُحِبُّ الْوِتْرَ کے اصول کے مطابق ہمارا خدا وتر ہے۔ اور وہ وتر کو پسند کرتا ہے۔ اور آخری عشرہ کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ رمضان کے دو ابتدائی عشرے مخصوص عبادت اور ذکر الٰہی میں گذارنے کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں ایک خاص روحانی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جو دعاؤں کی قبولیت کے ساتھ انتہا درجہ کی مناسبت رکھتی ہے۔ اسی لئے حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آتا ہے کہ:۔

اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ الْاَوَاخِرُ شَدَّ مِئْزَرَہٗ وَاَحْیَا لَیْلَہٗ وَاَیْقَظَ اَھْلَہٗ۔

"یعنی جب آخری عشرہ آتا تھا تو آپ اپنی کمر کس لیتے تھے۔ (جس شخص کی کمر کبھی بھی ڈھیلی نہ ہوئی اس کے متعلق کمر کے کسنے کی شان کا خود قیاس کر لو) اور اپنی رات کو (جو ویسے بھی ہمیشہ زندہ رہتی تھی) اپنی مخصوص عبادت کے ذریعہ غیر معمولی زندگی سے معمور کر دیتے تھے۔ اور اپنے اہل کو بھی رات کی خاص عبادت کے لئے جگاتے تھے۔"

پس اب جب کہ رمضان کا آخری عشرہ قریب آرہا ہے جو گویا رمضان کی کہان یعنی اس کی بلند ترین چوٹی ہے (اور یہی اعتکاف کے دن بھی ہیں) میں دوستوں کی خدمت میں ایک بار پھر یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اس عشرہ کے لئے اپنی کمریں کس لیں اور اپنی مردہ راتوں کو زندہ کرنے کے لئے تیار ہو جائیں اور اپنے اپنے

گھروں میں اپنے اہل و عیال کو بھی نوافل اور ذکر الٰہی اور دعاؤں کے واسطے جگائیں تا کہ سارا گھر رمضان کی برکات سے معمور ہو جائے۔ اور غروب آفتاب سے لے کر طلوع فجر تک خدائی سلام و رحمت کا نزول ہو کر ان کے دلوں کو منور کر دے یہ ہر گز نہیں سمجھنا چاہئے کہ جسمانی بارش کی طرح آسمان سے اترنے والی روحانی بارش بھی ہر زمین کو یکساں سیراب کرتی ہے۔ کیونکہ بعض باتوں میں مشابہت رکھنے کے باوجود دونوں بارشوں میں یہ اصولی فرق ہے کہ جہاں زمینی بارش ہر اچھی اور بری زمین پر یکساں نازل ہوتی ہے وہاں آسمانی بارش کا نزول صرف نیک دلوں کے ساتھ مخصوص ہے اور غافل اور گندے اور بد فطرت انسانوں کو اس کا کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ اور ایک رات تو در کنار ہزار لیلتہ القدر کا ظہور بھی انہیں بدستور تاریکیوں میں مبتلا چھوڑ کر آگے گذر جاتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید خود فرماتا ہے کہ وَالَّذِیْ خَبُثَ لَایَخْرُجُ اِلَّا نَکِداً یعنی جس شخص کے دل کی زمین گندی ہوتی ہے وہ روحانی بارش کے باوجود گندی فصل اگانے کے سوا کوئی فائدہ نہیں دیتی۔ پس ضروری ہے کہ خدا سے ڈرتے ہوئے اور اپنے دلوں میں تقویٰ پیدا کرتے ہوئے نیک نیت کے ساتھ اس عشرہ میں قدم رکھو۔

یہ سوال کہ لیلتہ القدر کی ظاہری علامت کیا ہے۔ ایک مشکل سوال ہے کیونکہ حق یہ ہے کہ لیلتہ القدر کی کوئی ایسی ظاہری علامت نہیں ہے جسے قطعی قرار دیا جا سکے۔ بعض حدیثوں میں یہ اشارہ پایا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک لیلتہ القدر کے دوران بادل آ کر کچھ ترشح ہوا تھا۔ لیکن یہ علامت مستقل اور دائمی علامت نہیں ہے۔ بلکہ غالباً اس سال کے ساتھ مخصوص تھی گو بعید نہیں کہ کسی اور سال میں بھی اس قسم کی ظاہری علامت پیدا ہو جائے کیونکہ خدا کے مادی اور روحانی نظاموں میں ایک قسم کی مشابہت پائی جاتی ہے لیکن لیلتہ القدر کی اصل علامت قلب مومن کے روحانی احساس سے تعلق رکھتی ہے۔ جسے لفظوں میں بیان کرنا مشکل ہے ہم صرف اس قدر کہہ سکتے کہ جب لیلتہ القدر کا ظہور ہوتا ہے تو دعا کرنے والا مومن ایک طرف تو آسمان سے انتشار روحانیت کا خاص نزول محسوس کرتا ہے جو نہ صرف اس کے دل و دماغ کو منور کر دیتا ہے۔ بلکہ اس کا ماحول بھی آسمانی نور سے جگمگا اٹھتا ہے۔ اور دوسری طرف اس کی دعا اور مناجات میں ایک خاص رنگ کی کیفیت اور پاکیزگی اور بلندی پیدا ہو جاتی ہے اور وہ ایسا محسوس کرتا ہے کہ گویا اس کی دعا کو غیر معمولی پر لگ گئے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں وہ آسمان کی طرف اڑ اڑ کر پہنچ رہی ہے اور بعض اوقات بعض کشفی نظارے بھی نظر آ جاتے ہیں اور دل پکار اٹھتا ہے کہ یہ ایک خاص گھڑی ہے۔ یعنی بقول شخصے:-

کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا ایں جاست

لیلتہ القدر کے تعلق میں آخری سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص کو لیلتہ القدر میسر آ جائے تو وہ کیا دعا

مانگے؟ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس تعلق میں ہماری جماعت کے بعض علماء بھی غلطی خوردہ ہیں۔ کیونکہ وہ ایک حدیث کا غلط مفہوم سمجھنے کی وجہ سے لیلتہ القدر کی دعاؤں کو ایک نہایت تنگ دائرہ کے اندر محدود کر دیتے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عائشہ ؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر میں لیلتہ القدر کو پاؤں تو کیا دعا کروں؟ آپ نے فرمایا یہ دعا کرو کہ :۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ۔ "یعنی اے میرے خدا تو بے حد معاف کرنے والا آقا ہے اور اپنے بندوں کو معاف کرنے میں خوشی محسوس کرتا ہے۔ پس میرے گناہ بھی معاف رما"

اس حدیث سے بعض لوگوں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ گویا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلتہ القدر کے لئے صرف اسی دعا پر حصر فرمایا ہے جو اس حدیث میں بیان کی گئی ہے۔ حالانکہ گو یہ دعا بہت عمدہ دعا ہے اور عفو کا مقام عام مغفرت سے یقیناً زیادہ بلند ہے کیونکہ جہاں مغفرت کے معنی صرف بخشنے اور پردہ پوشی کرنے کے ہوتے ہیں۔ وہاں عفو کے معنی گناہوں کو مٹا دینے اور انہیں کالعدم کر دینے اور دعا کرنے والے کو انکے بداثرات سے کلی طور پر محفوظ کر دینے کے ہیں۔ اور یقیناً مؤخر الذکر مفہوم مقدم الذکر مفہوم سے زیادہ ارفع اور زیادہ اکمل ہے۔ لیکن بہرحال یہ دعا ایک منفی قسم کی انفرادی دعا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ سمجھنا کہ آپ نے لیلتہ القدر جیسی عظیم الشان گھڑی کے متعلق اس قسم کی محدود اور منفی اور انفرادی دعا پر حصر کیا ہو گا کسی طرح درست نہیں دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریق تھا کہ بعض اوقات مخاطب کے وقتی حالات کے مطابق ایک وقتی ہدایت فرما دیتے تھے۔ لیکن آپ کا یہ منشاء ہرگز نہیں ہوتا تھا کہ ہر شخص ہر حال میں صرف اسی ہدایت کا پابند رہے اور اس سے آگے قدم نہ اٹھائے۔ خوب سوچو کہ دینے والی خدا جیسی دیالو ہستی جس کے انعام و اکرام اور فضل و رحمت اور جود و سخا کی کوئی حد نہیں اور گھڑی لیلتہ القدر جیسی عظیم الشان جسے خدا نے تراسی سال (یعنی عام حالات میں لمبی سے لمبی انسانی عمر) سے بھی بہتر اور مجسم سلامتی قرار دیا ہے اور پھر دعا صرف یہ کہ میرے ذاتی گناہ معاف ہو جائیں اور بس!! یہ نظریہ نہ تو خدا کے شایان شان ہے اور نہ رسول کے مقام تلقین و تعلیم سے کوئی مناسبت رکھتا ہے اور نہ ہی لیلتہ القدر جیسی مبارک گھڑی کے ساتھ اس کا کوئی خاص جوڑ ہے۔

پس ہمارے جن خوش قسمت دوستوں کو لیلتہ القدر میسر آئے انہیں چاہئیے کہ بے شک یہ دعا بھی مانگیں جس کا اوپر کی حدیث میں ذکر ہے کیونکہ یہ ہمارے آقا کا مقدس کلام ہے اور برکتوں سے معمور لیکن اپنی دعاؤں کو اس دعا تک ہرگز محدود نہ رکھیں بلکہ ہر قسم کی جماعتی اور قومی اور خاندانی اور انفرادی اور پھر منفی اور مثبت دعاؤں سے اپنے دامن کو اتنا بھر لیں کہ بیشک ان کا دامن پھٹنے کے قریب پہنچ جائے مگر دعا کا دامن تنگ نہ ہونے پائے یہ درست ہے کہ بعض طبیعتیں ایسی ہوتی ہیں کہ اگر وہ ایک ہی وقت میں بہت سی دعائیں کریں تو انتشار کی

صورت پیدا ہو کر توجہ کا مرکز اکھڑ جاتا ہے لیکن کم از کم یہ تو ہو کہ جماعتی اور قومی دعاؤں کو نہ بھولا جائے۔ یعنی .... احمدیت کی ترقی کے لئے خاص دعائیں کی جائیں۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت کے ساتھ درود بھیجا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاک مقاصد کی کامیابی کے لئے دعا کی جائے۔ .... جماعت کے (مربیان) اور مرکزی کارکنوں کے لئے دعا کی جائے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رضا کے مطابق مقبول خدمت کی توفیق دے۔ اور انہیں جماعت کے لئے فتنہ کا باعث نہ بنائے۔ قادیان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھا جائے۔ اور پھر اپنے عزیزوں اور دوستوں اور ہمسائیوں کے لئے بھی دینی اور دنیوی دعا مانگی جائے۔ جب خدائی رحمت کی کوئی حد بست نہیں تو ہم اپنے دامن کو کیوں تنگ کریں؟ مگر بہر حال اس الٰہی ارشاد کو کبھی نہیں بھولنا چاہیئے جو دعا کی قبولیت کے لئے گویا ایک بنیادی پتھر ہے کہ: أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي "یعنی میں دعا کرنے والے کی دعا کو ضرور سنتا ہوں مگر شرط یہ ہے کہ میرے بندے بھی میرا حکم مانیں اور مجھ پر سچا ایمان لائیں"

خدا کرے کہ ہم اس معیار پر پورا اتریں اور خدا کرے کہ ہمارے دلوں میں دعا کے وقت وہ کیفیت پیدا ہو جو خدا کی رحمت کو کھینچا کرتی ہے اور رمضان کا اختتام ہمیں ایک بدلی ہوئی قوم پائے جو خدا کی سچی پرستار اور اس کے رسول کی سچی عاشق اور اس کے مسیح کی سچی خادم ہو۔ آمین یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

(منقول از روزنامہ الفضل ۱۹ اپریل ۱۹۵۸ء)

بقیہ صفحہ ۴

علالت کے دوران غیر معمولی خدمات کا زمانہ تو جانفشانی اور محنت کا بے مثال دور تھا۔ اسی علالت کے زمانہ میں حضرت سیدہ کو یہ اعزاز بھی نصیب ہوا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے "الیس اللہ بکاف عبدہ" والی انگوٹھی آپ کے سپرد کی تھی کہ جو نیا خلیفہ بنے اس کو پہنادی جائے۔ حضرت سیدہ یقیناً خدا کے ان پیاروں میں شامل ہیں جنہیں وہ اپنے تصرف خاص سے محبت و خلوص بھری قبولیت عامہ بخشتا ہے۔ چنانچہ ۳۔ نومبر ۱۹۹۹ء آپ کی وفات ہوئی تو چند گھنٹوں میں ملک ملک شہر شہر اور قریہ قریہ اس کی اطلاع ہو گئی۔ جگہ جگہ سے دلی خلوص اور للّٰہی محبت رکھنے والے بھائی اور بہنیں کشاں کشاں ربوہ پہنچ گئے۔

ہم اپنے محبوب آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بصرہ العزیز، محترمہ صاحبزادی امۃ المتین صاحبہ، محترم سید میر محمود احمد صاحب ناصر پرنسپل جامعہ احمدیہ، حضرت سیدہ کے تمام بھائی، بہنوں اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جملہ افراد سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں اور ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ کے درجات اعلیٰ علیین میں بلند سے بلند تر فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

(اراکین مجلس عاملہ انصار اللہ پاکستان ربوہ)

اسیرِ راہِ مولیٰ سے

تنگ کوٹھڑی میں بیٹھنے والے یہ جان لے
آ نکلا ہے تو اِک کھلے میدان کی طرف

بھیگی ہوئی وہ رات میں آنکھوں کا بھیگنا
موتی پہ موتی بھیجنا بھگوان کی طرف

ہاں ہاں دلیل ہے یہی فوزالعظیم کی
اٹھتی نہیں نگہ تِری سامان کی طرف

ارماں میرے تڑپتے ہیں انجانے درد سے
جب دیکھتا ہوں آپ کے ارمان کی طرف

طے کر رہا ہے ہر گھڑی ایقاں کی منزلیں
ایماں کے ساتھ بڑھ رہا عرفان کی طرف

یہ دھوپ، خار زار کیا روکیں گے راستہ
تیرا سفر ہے سایۂ رحمان کی طرف

ظلمِ عظیم ان کا جب تولیں گے حشر میں
ہر اشک تیرا لائیں گے میزان کی طرف

غیرت خدا کے نام کی رکھتا ہے گر حریف
تکتا ہے صبح شام کیوں؟ سلطان کی طرف

عبدالسلام اسلام

مکرم صاجزادہ مرزا منیر احمد صاحب ابن حضرت مرزا بشیر احمد صاحب............کی وفات

مورخہ یکم دسمبر ۱۹۹۹ء کو مکرم صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب بعمر ۸۱ سال فضل عمر ہسپتال ربوہ میں وفات پا گئے۔ انّا لِلّٰه و اِنّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن ۔ آپ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب .... کے فرزند ارجمند، نہایت مخلصانہ خدمات سلسلہ سرانجام دینے والے وجود تھے۔ آپ حضرت نواب محمد عبداللہ خاں صاحب .... اور نواب امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ .... کے داماد اور صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب سلّمہ اللہ تعالیٰ کے خسر تھے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحوم کو اپنے قرب خاص سے نوازے۔ آمین۔

ادارہ ماہنامہ انصار اللہ ربوہ میاں صاحب موصوف کی بیگم صاحبہ صاجزادگان اور جملہ اعزّواقارب سے دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ (ادارہ)

یہ دھوپ، خار زار کیا روکیں گے راستہ

تیرا سفر ہے سایۂ رحمان کی طرف

ظلمِ عظیم ان کا جب تولیں گے حشر میں

ہر اشک تیرا لائیں گے میزان کی طرف

غیرت خدا کے نام کی رکھتا ہے گر حریف

تکتا ہے صبح شام کیوں؟ سلطان کی طرف

عبدالسلام اسلام

مکرم صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب ابن حضرت مرزا بشیر احمد صاحب............ کی وفات

مورخہ یکم دسمبر ۱۹۹۹ء کو مکرم صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب بعمر ۸۱ سال فضل عمر ہسپتال ربوہ میں وفات پا گئے۔ انّا لِلّٰہ و اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعوْن ۔ آپ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب .... کے فرزند ارجمند، نہایت مخلصانہ خدمات سلسلہ سرانجام دینے والے وجود تھے۔ آپ حضرت نواب محمد عبداللہ خاں صاحب .... اور نواب امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ .... کے داماد اور صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب سلّمہ اللہ تعالیٰ کے خسر تھے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحوم کو اپنے قرب خاص سے نوازے۔ آمین۔

ادارہ ماہنامہ انصار اللہ ربوہ میاں صاحب موصوف کی بیگم صاحبہ صاحبزادگان اور جملہ اعزّ و اقارب سے دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ (ادارہ)

سیرت و سوانح

حضرت ابو عبداللہ محمد بن ادریس شافعیؒ

تحریر: چوہدری ظفراللہ خان طاہر۔ استاذ الجامعہ

نام و نسب

آپ کا نام محمد، کنیت ابو عبداللہ۔ لقب ناصر الحدیث اور نسبت شافعی ہے آپ کے والد ادریس بن عباس مدینہ منورہ کے قریب "تبالہ" کے رہنے والے تھے پھر مدینہ منورہ آ گئے۔ معاش کے سلسلہ میں مدینہ سے شام اور پھر عسقلان پہنچے اور وہیں سکونت پذیر ہو گئے۔ آپ اپنے والد کی طرف سے قریشی ہاشمی مطلبی ہیں والدہ قبیلہ ازد سے تھیں جو یمن کا ایک ممتاز و مشہور قبیلہ ہے۔

حضرت امام شافعیؒ کے جد امجد "شافع" اور ان کے والد سائب بھی صحابی تھے۔ امام شافعی ۱۵۰ھ / ۷۶۷ء میں غزہ (فلسطین) اور بقول بعض کے عسقلان میں پیدا ہوئے۔

امام شافعیؒ کا حلیہ

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں "آپ میانہ قد۔ موزوں اندام تھے۔ ہاتھ بہت لمبے تھے۔ آپ کے شاگرد کہتے ہیں کہ گھٹنوں تک ہاتھ پہنچتے تھے۔ کشادہ پیشانی، چہرہ زیادہ پُر گوشت نہ تھا، تبسم ہمیشہ نمایاں رہتا، بھنویں بھری ہوئی مگر علیحدہ علیحدہ، دانت چھوٹے مگر کشادہ، داڑھی متوسط آخر عمر میں مہندی کا خضاب لگاتے تھے۔ ناک لمبی اور اس پر ہلکے ہلکے چیچک کے نشان۔ چہرہ پر وقار تھا"

(سیرت آئمہ اربعہ صفحہ ۳۵۷)

تحصیل علم اور حافظہ

امام صاحب بہت ذہین و فطین تھے۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو بلا کا حافظہ عطا فرمایا تھا۔ چنانچہ آپ سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر چکے تھے۔ دس برس کی عمر میں امام مالک کی "مؤطا" یاد کر لی تھی پندرہ برس کی عمر میں آپ کے استاد مسلم بن خالد زنجی نے آپ کو افتاء و تدریس کی اجازت دے دی تھی جبکہ آپ مکہ میں مقیم تھے۔ حضرت امام شافعیؒ نے جب دس سال کی عمر پوری کر لی۔ قرآن مجید اور مؤطا امام مالک کو حفظ کر لیا تو آپ کی والدہ آپ کو اپنے بھائی کے پاس مکہ چھوڑ گئیں مکہ میں امام شافعیؒ کو مسلم بن خالد زنجی جو کہ فقہ و حدیث کے امام اور مفتی مکہ تھے سے استفادہ کا موقع ملا۔

اساتذہ

مکہ میں تحصیل علم کے بعد امام شافعی تیرہ برس کی عمر میں حضرت امام مالکؒ کی خدمت میں مدینہ حاضر ہوئے اور امام مالکؒ کی وفات تک ان سے المؤطا پڑھتے رہے۔ امام مالک کی وفات کے بعد مدینہ سے

مکہ مکرمہ آئے اور وہاں مسلم بن خالد الزنجی اور سفیان بن عیینہ اور دیگر علمائے حدیث وفقہ سے تحصیل علم کی۔ امام صاحب نے اپنے دور کے معروف تمام بزرگوں سے کسب فیض کیا۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے توالی التاسیس میں آپ کے اساتذہ و شیوخ کی تعداد اسی بیان کی ہے۔ چند مشہور اساتذہ کے نام یہ ہیں حضرت امام مالکؒ بن انس، مسلم بن خالد زنجی، حضرت فضیل بن عیاض زاہد، امام سفیان بن عیینہ، وکیع بن جراح، امام محمد بن حسن، عبداللہ بن مبارک مروزی،

مناقب امام شافعیؒ امام صاحب کو اصول فقہ میں تصنیف کی اولیت حاصل ہے۔ امام شافعی انصاب اور ایام عرب کے بڑے ماہر تھے حضرت امام شافعیؒ کو قبیلہ ہزیل میں اپنی عربی زبان کو بہتر کرنے کا عمدہ موقع میسر آیا۔ قبیلہ ہزیل تمام قبائل عرب میں اپنی زبان کی شستگی اور فصاحت میں مشہور تھا اس قبیلہ میں رہ کر آپ نے فن لغت، فن نحو، فن تاریخ، علم الانساب اور علم العروض میں مہارت تامہ پیدا کی آپ نے ہزیل کے دس ہزار اشعار مع غرائب لغت کے حفظ کر لئے تھے۔

مشہور ماہرین ادب ولغت عربی جیسے مُبَرِّد، جاحظ، ابو العباس تغلب، امام ابو منصور ازہر، امام ابو سلیمان خطابی، علامہ زمخشری اور امام رازیؒ نے امام شافعی کی فصاحت وبلاغت اور عربی ادب میں اعلیٰ مقام پر فائز ہونے کا اقرار کیا ہے۔

محبت رسولؐ امام شافعی عبادت گزار اور نیک وجود تھے۔ محبت خدا اور رسولؐ آپ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے متعدد مرتبہ حالت کشف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اور آپؐ سے کسب فیض کیا۔ چنانچہ

حضرت امام شافعی اپنا ایک رؤیا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

> "ایک مرتبہ میں خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ اے لڑکے تم کون ہو میں نے عرض کیا کہ آپؐ کی امت کا ہی ایک فرد ہوں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نزدیک بلا کر اپنا لعاب دھن میرے منہ میں ڈال دیا اور فرمایا کہ جا اللہ تجھے برکت عطا کرے پھر اسی شب خواب میں حضرت علیؓ نے انگلی میں سے اپنی انگشتری نکال کر میری انگلی میں ڈال دی" (تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۱۲۸)

آپ نے اپنے ایک اور کشف وخواب کا اس طرح ذکر فرمایا:۔

> "آپ فرماتے ہیں میں نے اسی عمر میں پھر حضور علیہ السلام کو خانہ کعبہ میں نماز پڑھاتے دیکھا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کو تعلیم دیتے رہے پھر میں بھی آپ کے

قریب پہنچا اور آپ ؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے بھی کچھ سکھائیے۔ آپ ؐ نے اپنی آستین سے میزان (ترازو) نکال کر عطا فرمائی اور فرمایا تیرے لیے میرا یہ عطیہ ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں میں نے ایک معبر سے اس کی تعبیر دریافت کی اس نے کہا کہ تم دنیا میں حضور علیہ السلام کی سنت مطہرہ کی نشرو اشاعت میں امام بنو گے"

(اکمال بحوالہ سیرت آئمہ اربعہ صفحہ ۳۱۸، ۳۱۹ از رئیس احمد جعفری)

سخاوت اور تائید الٰہی

امام صاحب بہت متوکل انسان تھے۔ سخاوت نمایاں وصف تھا۔ "ایک مرتبہ عید کے دن گھر میں کھانے پینے کا مناسب سامان نہ تھا۔ آپ کی بیوی نے کہا آپ تو اپنی قوم کے ساتھ بڑی صلہ رحمی کرتے رہتے ہیں آج عید ہے اور گھر میں سامان نہیں ہے اس لیئے کسی سے قرض ہی منگا لیجئے آپ نے ایک شخص سے ستر دینار قرض منگائے۔ فقراء اور مساکین نے گھیرلیا۔ پچاس دینار ان کو تقسیم کر دیئے۔ بیس دینار لے کر گھر میں گئے۔ ابھی وہ دینار بیوی کو دینے بھی نہ پائے تھے کہ ایک قریشی نے گھبرا کر پکارا۔ آپ فوراً آئے۔ پوچھا خیر تو ہے۔ اس نے رو کر اپنا حال سنایا آپ نے وہ بیس دینار سامنے رکھ دیئے کہ بھائی اس میں سے جس قدر چاہو لے لو۔ اس نے سب اٹھالئے اور بولا کہ ابھی تو مجھے اور ضرورت ہے۔ آپ بیوی کے پاس پہنچے اور سارا قصہ سنایا بیوی نے کہا آپ یہی کرتے رہتے ہیں۔ رات ہوئی خاموشی سے سب سو گئے۔ صبح کو جعفر بن یحیٰ برمکی وزیر ہارون رشید کا ایک قاصد آیا اور آپ کو بلا کر ساتھ لے گیا۔ جعفر نے آپ کی بے حد تعظیم کی آپ سے کہا کہ آج رات خواب میں ہاتف غیبی نے مجھے آپ کا واقعہ بتایا ہے اس لئے آپ بھی اب سنا دیجئے فرماتے ہیں میں نے اپنا واقعہ سنایا۔ جعفر نے ایک ہزار دینار نذر کیئے اور اصرار کیا کہ اس کو قبول کر ہی لیجئے۔ چنانچہ آپ نے وہ دینار قبول فرمالئے"

(سیرت آئمہ اربعہ صفحہ ۳۳۶ - ۳۳۷)

دور ابتلاء

ہر دور میں اھل اللہ کو ستایا گیا انہیں اذیتیں دی گئیں ان کی احتیاطیں اور تقویٰ کے ساتھ قدم اٹھانا مخالفین کو سازشیں نظر آتی رہیں۔ حضرت امام شافعیؒ بھی اپنی تمام تر خوبیوں کے باوجود اپنے ہم عصر علماء و مشائخ اور حاسدوں کے ہاتھوں محفوظ نہ رہ سکے اور آپ کو ایک لمبا دور ابتلاؤں کا دیکھنا پڑا امام صاحب بھی دیگر اھل اللہ کی طرح اپنے ہم عصر علماء کی رقابتوں سے بچ نہ سکے اور ابتلاء میں ڈالے گئے۔ اردو دائرۃ المعارف کے مقالہ نگار اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"امام شافعیؒ نے اپنے قیام مکہ کے دوران عربی زبان و ادب، فقہ و حدیث اور دیگر علوم میں بڑی شہرت اور نیک نامی حاصل کرلی تھی۔ اتفاق سے انہیں دنوں حاکم یمن حجاز آیا ہوا تھا۔ وہ امام الشافعیؒ کے تبحر علمی اور ادبی ذوق سے بڑا متاثر ہوا اور اس نے امام شافعیؒ کو

یمن میں ایک سرکاری عہدہ پیش کر دیا مگر مقامی رقابتوں اور سازشوں کی وجہ سے امام شافعی ؒ اس منصب پر زیادہ عرصہ فائز نہ رہ سکے۔ مخالفین نے ان پر الزام عائد کیا تھا کہ وہ درپردہ زیدی مدعی خلافت یحیٰی ابن عبداللہ کے حامی ہیں۔ اس الزام کی پاداش میں انہیں گرفتار کر کے رقہ لاکر خلیفہ ھارون الرشید کے سامنے پیش کیا گیا۔ خلیفہ نے امام شافعیؒ کے دلائل و براہین سن کر انہیں بے قصور قرار دیتے ہوئے رہا کر دیا" (اردو دائرۃ معارف اسلامیہ جلد نمبر۱۱ صفحہ ۵۷۶)

آپ کے دور ابتلاء کا تفصیلی ذکر ہمیں اس طرح ملتا ہے۔

۱۷۰ھ کا واقعہ ہے کہ عباسی خلفاء میں سے ہارون الرشید تخت نشین ہوا۔ مکہ کے والی سے عمائدین قریش نے امام شافعی کی صلاحیتوں اور علمی استعدادوں اور سیاست سے واقفیت کا ذکر کیا۔ اس نے آغاز میں آپ کو معمولی عہدے پر فائز کیا۔ حضرت امام صاحب اپنی خوبیوں کی بنا پر ترقی پر ترقی کرتے چلے گئے اور ایک روز آپ کو نجران کا والی بنا دیا گیا۔

نجران میں بنو حارث بنی عبدالموان اور موالی ثقیف ہمیشہ سے نجران کے والیوں کو رشوت وغیرہ دے کر اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرتے تھے۔ یہی حربہ جب انہوں نے امام شافعیؒ کے خلاف استعمال کرنا چاہا تو امام صاحب نے خداداد فراست سے اس کے تمام نذرانوں کو ٹھکرا دیا اور آزادانہ فیصلے کرنے شروع کر دیئے یہ امران لوگوں پر بہت گراں گزرتا تھا۔ یمن میں امام صاحب کا بڑا اثر تھا۔ شرفاء آپ کے اخلاق کے مداح تھے اور دشمن درپردہ سازشوں میں مصروف ہو گئے۔ اب امام صاحب کے دور ابتلاء کا آغاز اس طرح ہوتا ہے کہ

"یمن میں امام شافعی کا بڑا اثر تھا۔ اور یمن کے آس پاس کے افراد آپ کی طلاقت لسانی، حسن بیان، قوت استدلال، خوش خلقی، عالی نسبی اور جامع العلوم ہونے سے بے حد متاثر تھے۔ آپ دوسرے عمّال کو بھی ہمیشہ رشوت، ظلم، جانبداری اور کسی اثر کی وجہ سے فیصلے کرنے سے روکتے رہتے تھے۔ درپردہ ایسے بدنفس عمال بھی آپ کے خلاف سازشوں میں حصہ لیتے رہتے تھے۔ مطرب جو ایک عامل کی حیثیت رکھتا تھا اس نے بصیغہ راز ہارون الرشید کو ایک عریضہ لکھا کہ اگر آپ یمن کی خیر چاہتے ہیں تو محمد بن ادریس کو نکالئے اور سزا دیجئے اس شخص کا یہاں بڑا اثر ہے اور ہر ملک میں سادات کا خاندان پھر خلافت کا خواب دیکھ رہا ہے۔ اور شافعی چونکہ خود ہاشمی ہے اس لئے قرینہ یہ ہے کہ ان کی اعانت بھی درپردہ سادات کو حاصل ہے یہ خط جب ہارون رشید کو پہنچا تو وہ آپے سے باہر ہو گیا فوراً میر

منشی کو بلوایا اور حماد بربری کے نام بصیغہ راز فرمان لکھوایا کہ محمد بن ادریس شافعیؒ اور تمام سادات کو گرفتار کر کے فوراً دار الخلافہ بھیج دو۔

چنانچہ حماد نے فرمان پہنچتے ہی تعمیل کی۔ تمام سادات کو مع حضرت امام شافعیؒ گرفتار کر کے رقہ ہارون رشید کے پاس بھیج دیا......... ایک دن آپ کی باری آئی۔ آپ نے ایسی موثر اور پر درد تقریر فرمائی جس سے رشید کانپ اٹھا اور اس نے آپ کے قتل کے حکم کو منسوخ کرتے ہوئے آپ کو حراست میں رکھے جانے کا حکم صادر کیا اسی اثناء امام شافعیؒ کے ایک علمی مباحثہ کی تفصیل خلیفہ ہارون رشید کے گوش گزار ہوئی۔ ہرثمہ بن اعین کا بیان ہے کہ ہارون رشید تکیہ پر سر رکھے لیٹا ہوا تھا جس وقت اس نے امام شافعی کے دلائل سنے تو اٹھ کر بیٹھ گیا اور اس مقرب شخص سے کہا اس کو پھر سناؤ۔ پھر سن کر کہنے لگا واقعی محمد بن ادریس، محمد بن حسن سے زیادہ عالم ہیں۔ ہرثمہ سے کہا پانچ سو دینار شافعیؒ کی نذر کرو اور ان کو حراست سے چھوڑ دو۔

ہرثمہ بن اعین نے اپنی طرف سے پانچ سو دینار ملا کر ایک ہزار دینار امام شافعیؒ کے نذر کیے اور پیام پہنچایا کہ خلیفہ آپ کی قوت استدلال و تبحر سے بے حد خوش، اور آپ پر سے نگرانی اٹھادی گئی" (سیرت آئمہ اربعہ صفحہ ۳۳۲، ۳۳۳)

مولوی محمد نجم الغنی خاں رامپوری (مصنف مذاہب الاسلام) نے حضرت امام شافعیؒ کے ساتھ ان کے ہم عصر علماء اور لوگوں کے سلوک کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"ان لوگوں نے ابلیس سے بڑھکر مضر کہا۔ رفض کی طرف نسبت کر کے قید کیا اور ان کے مرنے کی دعائیں کیں۔ علماء عراق و مصر نے ایسی تہمتیں لگائیں کہ یمن سے بغداد تک بے حرمتی و بے عزتی سے قید کر کے بھیجے گئے ہزاروں آدمی ملامت کرتے اور گالیاں دیتے جاتے تھے" (مذاہب الاسلام: ص: ۳۷، ۳۸)

۱۸۷ھ / ۸۰۳ء میں خلیفہ ہارون الرشید کی عدالت سے رہائی پانے کے بعد امام صاحب عراق میں ہی مقیم ہو گئے اور وہاں پر امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ جیسے نامور حنفی فقیہ اور محدث کے ساتھ ان کے نہایت قریبی دوستانہ مراسم پیدا ہو گئے۔

۱۸۸ھ / ۸۰۴ء میں آپ نے عراق کو خیرباد کہا اور حران اور شام سے ہوتے ہوئے مکہ مکرمہ چلے گئے مکہ مکرمہ میں ابتداءً ان کا بڑا خیر مقدم ہوا کیونکہ آپ امام مالک کے شاگرد تھے اور آپ نے وہاں پر بیت اللہ میں

درس دینا شروع کیا۔ چونکہ درس میں آپ امام ابو حنیفہ اور امام مالک کے فقہی اختلافات کا ذکر کرتے تھے اس وجہ سے "بہت سے مالکی ان سے مایوس بلکہ بدظن ہو گئے" (اردو دائرۃ معارف اسلامیہ جلد ۱۱ صفحہ ۵۷۷)

بغداد کی طرف سفر

مکہ مکرمہ میں مخالفت کی وجہ سے آپ ۱۹۵ھ / ۸۱۰ - ۸۱۱ء میں بغداد منتقل ہو گئے اور یہاں اپنا حلقۂ درس قائم کر لیا ۲۸ شوال ۱۹۸ھ / ۲۱ جون ۸۱۴ء کو آپ بغداد سے مصر چلے گئے مگر فسادات کی وجہ سے بہت جلد وہاں سے مکہ مکرمہ چلے گئے ۲۰۰ھ / ۸۱۵، ۸۱۶ء میں پھر مصر واپس آئے اور مستقل طور پر مقیم ہو گئے۔

وفات

امام صاحب آخری عمر میں مصر میں ہی سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ ۳۰ رجب ۲۰۴ھ بمطابق ۲۰ جنوری ۸۲۰ء بروز جمعرات عصر کے وقت امام صاحب مرض الموت کا شکار ہوئے۔ اور اسی روز عشاء کے بعد آپ کی وفات ہوئی۔ امام مزنی نے آپ کو غسل دیا۔ اگلے روز بعد نماز جمعہ نماز جنازہ ادا کی گئی۔ آپ کی تدفین قاھرہ کے باہر قبرستان قرافتہ الصغریٰ میں (جو جبل مقطم کے پاس ہے) ہوئی۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۵۴ برس تھی۔

آپ کا مقبرہ سلطان صلاح الدین ایوبی نے ۶۰۸ھ / ۱۲۱۱ - ۱۲۱۲ء میں تعمیر کروایا اور آپ کے مقبرہ کے بالمقابل ایک بہت بڑا اور وسیع مدرسہ تعمیر کروایا تھا۔

امام صاحب کی تصانیف

امام صاحب کی تصانیف کی تعداد ایک سو تیرہ ۱۱۳ تک بیان کی گئی ہے تاہم اس سلسلہ میں یقینی طور پر کچھ کہنا مشکل ہے۔ امام صاحب کی چند مشہور تصانیف درج ذیل ہیں۔

رسالہ قدیم، رسالہ جدید، اختلاف الحدیث، جماع العلم، ابطال الاستحسان، احکام القرآن، بیان الغرض، صفتہ الامر والنہی، فضائل قریش، کتاب الام۔ "کتاب الام امام صاحب کی ایسی کتاب ہے جو سب سے زیادہ مشہور ہوئی اس کتاب میں امام صاحب نے قریباً ایک سو چالیس (۱۴۰) عناوین کے تحت فقہی مسائل کو درج فرمایا ہے اس کے علاوہ امام صاحب کی دو کتب رسالہ اصول احکام القرآن اور اختلاف الحدیث خاص اہمیت کی حامل ہیں۔

امام صاحب کے تلامذہ

امام صاحب سے بہت لوگوں نے استفادہ کیا۔ چند اہم نام یہ ہیں امام حمیدی استاد امام بخاریؒ، حرملہؒ بن یحییٰ، سلیمانؒ بن داؤد، ابو محمد حسینؒ بن محمد بن الصباح الزعفرانی، اسماعیلؒ بن یحییٰ فرنی، اسحاقؒ بن راہویہ، حضرت امام احمدؒ بن حنبل۔

ازواج و اولاد

آپ کی اہلیہ کا نام حمدہ تھا جو حضرت عثمانؓ کے خاندان سے تھیں۔ آپ کے تین لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں۔ دو بچوں کا انتقال بچپن میں ہو گیا صرف ابو عثمان محمد زندہ رہے۔ لڑکیوں کے نام فاطمہ و زینب تھے۔

رمضان المبارک اور قرآن کریم

از: مکرم شبیر احمد ثاقب استاذ الجامعہ

قرآن کریم کے بڑے مقاصد میں سے خدا کی توحید کا قیام اور غیر اللہ سے دنیا کو چھٹکارا دلانا ہے جس کے نتیجہ میں عبد اور معبود کا آپس میں تعلق بنتا ہے اور انسان تخلیق کی غرض پوری ہوتی ہے رمضان المبارک میں روزے کا بھی یہی نتیجہ بتایا گیا ہے چنانچہ ایک حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ" کہ میرا بندہ میرے لئے روزہ رکھتا ہے اور میں خود اس کی جزا بن جاتا ہوں اس طرح یہ وہ لقائے الٰہی ہے جو قرآن کا بھی مطلوب و مقصود ہے اور رمضان کا بھی۔

قرآن کریم کا ایک اور بڑا مقصد انسانیت کو ایک وجود کی طرح بنانا اور ایسے معاشرے کا قیام ہے جو آپس میں یک جان دو قالب کا نظارہ پیش کرتا ہو اور جو اپنے خالق کی طرح باوجود متنوع صفات اور تجلیات کے ایک وجود ہو جائے۔ یہی مقصد رمضان کا بتایا گیا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے مہینہ کو شہر المواساۃ یعنی ہمدردی کے مہینہ کا نام دیا ہے۔

قرآن کریم روحانی اور جسمانی بیماریوں سے شفا کا ذریعہ ہے اور یہ برکات ماہ رمضان سے بھی ظاہر ہوتی ہیں چنانچہ روحانی شفا کے تعلق میں آنحضورؐ کا وہ ارشاد شمع نور کا کام دیتا ہے جہاں فرمایا کہ جو رمضان سے پورے ایمان اور اخلاص سے گزرتا ہے تو وہ ایسا ہو جاتا ہے جیسے اس کی ماں نے اسے جنم دیا گویا اسے ایک نئی زندگی اور ہر قسم کی روحانی بیماریوں سے شفا ملتی ہے

غرض رمضان اور قرآن ایک ہی نور کے پرتو ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ ہر سال رمضان میں جبرائیلؑ قرآن کریم کے اس سارے حصہ کا دور کراتے جو اسوقت تک نازل ہو چکا ہوتا اور آنحضرتؐ کے وصال سے پہلے آخری سال جبرائیلؑ نے دو دفعہ آپ کے ساتھ یہ دور مکمل کیا۔ پھر روزے کے ساتھ رات کا قیام لازم و ملزوم کے طور پر ہے اور یہ قیام دراصل قرآن کریم کی تلاوت کا ہی ایک ذریعہ ہے چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے دن قرآن بندے کی شفاعت کریگا کہ یہ میری خاطر جاگتا رہا اور قرآن پڑھنے کی وجہ سے اس نے اپنی نیند کی قربانی دی ہے۔ اے اللہ! تو اسے بخش دے اور ذکر ملتا ہے کہ روزے اور قرآن کی شفاعت خدا قبول کریگا۔ مسلم کی

ایک روایت حضرت ابوامامہؓ سے مروی ہے کہ قرآن قیامت کے دن پڑھنے والے کے لئے بطور شفیع آئیگا۔

اور حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے ایک روایت ہے جسے ابو داؤد اور ترمذی نے لیا ہے کہ آپ نے فرمایا قرآن پڑھنے والے کو کہا جائیگا۔ قرآن پڑھتا جا اور جنت کے درجات میں بڑھتا جا۔ جتنا تو قرآن پڑھتا جائیگا تیرے درجات بڑھتے جائیں گے۔ اسی طرح ابن ماجہ میں ایک حدیث حضرت ابو ذر غفاری سے ایک روایت ہے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں میں سے کچھ خدا کے ایسے بندے ہونگے جو اہل اللہ کہلائیں گے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کون ہیں جو اہل اللہ کہلائیں گے فرمایا جو قرآن پڑھتے ہیں وہ اہل اللہ اور خدا کے خاص بندے ہونگے۔

حضرت ابوذرؓ سے ہی روایت ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مجھے کوئی وصیت فرمائیں فرمایا عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ کہ تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو یہ تمام امور کا سردار ہے میں نے عرض کیا کچھ اور ارشاد ہو فرمایا قرآن کریم کی تلاوت کو اپنی زندگی کا حصہ بنالو یہ تمہارے لیے زمین میں نور کا کام دیگا اور آسمان میں ایک جمع شدہ خزانے کا۔

یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهٗ" تم میں سے بہترین وہ شخص ہے جو قرآن کو سیکھتا اور دوسروں کو سکھاتا ہے

قرآن کریم کی برکات کا اس سے خوب اندازہ لگایا جا سکتا ہے آنحضورؐ نے فرمایا جو قرآن کریم کا ایک حرف پڑھے اسے ایک نیکی کا ثواب ملیگا اور ساتھ فرمایا کہ یہ ایک نیکی دس کے برابر ہے۔

پس تلاوت قرآن کریم کتنا مبارک کام ہے جس کے ایک ایک حرف سے دس دس نیکیاں ملتی ہیں۔

قرآن کریم دلوں کو نرم کرنے اور ان میں محبت الٰہی پیدا کرنیکا کیسا شاندار اور موثر ذریعہ ہے ذیل کے واقعات بطور نمونہ ملاحظہ ہوں۔ روایات میں ذکر آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر طائف کے دوران ایک شخص خالد العدوانی نے آنحضورؐ کی زبان مبارک سے سورہ وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ سنی اسے یہ سورۃ ایسی دلکش لگی کہ اس نے پوری سورۃ یاد کرلی اور مسلمان ہوگیا۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۴ صفحہ ۳۳۵)

حضرت عثمان بن مظعونؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آیت اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ...... الخ سنی تو میرے دل میں ایمان پیدا ہوگیا اور مجھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیارے لگنے لگے۔ اس طرح قرآن سے نفرت محبت میں بدل گئی کینہ و بغض کی جگہ الفت رشک اور خیر خواہی کے جذبات نے لے لی۔

محمد بن جبیر بن مطعم بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز مغرب میں سورہ طور پڑھتے سنا جب

آپ اس آیت پر پہنچے اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَیْرِ شَیْئٍ ......الخ تو میرا دل کلام الٰہی کی محبت میں اڑنے لگا اور مجھے پوری تسلی ہو گئی۔

حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں میں گھر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بد ارادے سے نکلا کہ آپ آگے آگے جا رہے تھے مجھ سے پہلے آپ خانہ کعبہ پہنچ گئے اور نماز پڑھنی شروع کر دی میں آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور آپ کی تلاوت سننے لگا اس کلام کا مجھ پر ایسا اثر ہونے لگا کہ میں نے سوچا یہ شاعرانہ کلام ہے آپ نے یہ آیت پڑھی وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ کہ یہ کسی شاعر کا کلام نہیں ہے کہتے ہیں میں نے سوچا یہ کسی کاہن جادوگر کا کلام ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت پڑھی وَمَا هُوَ بِقَوْلِ کَاهِنٍ قَلِیْلاً مَّا یُؤْمِنُوْن۔ کہ یہ کسی کاہن کا کلام نہیں مگر بات یہ ہے کہ تم ایمان نہیں لاتے کہتے میں میرے دل میں ایمان نے اسی وقت جگہ بنالی تھی۔

غرض قرآن کریم کی وہ عظیم تاثیرات قدسی ہیں کہ بڑے بڑے پہاڑ اس کے سامنے ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں اور دل میں رقت نرمی اور خشیت الٰہی کا ایک جوش پیدا ہو جاتا ہے یہی رمضان کا تقاضا ہے یہی رمضان کے مقاصد ہیں رمضان میں قرآن کریم بطور خاص محبت اور گداز دل کے ساتھ بکثرت پڑھنا چاہیے۔ اور تلاوت کے ساتھ ساتھ اس کے مضامین کے اندر ڈوب کر ان معارف و جواہر کو تلاش کرنا چاہیے جو اس میں چھپے ہوئے ہیں۔

دعائے مغفرت : (۱) مکرم حافظ عبدالمنان کوثر صاحب کارکن ماہنامہ انصار اللہ کے والد محترم عبدالعزیز صاحب گکھڑ مددگار کارکن دفتر نظارت دیوان عرصہ ایک ماہ کی علالت کے بعد فضل عمر ہسپتال ربوہ میں مورخہ ۶ نومبر ۹۹ء کو ۶۴ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن مرحوم موصی تھے نہایت مخلص، محنتی اور خاموش طبع دعا گو انسان تھے۔ آپ نے اپنی اہلیہ کے علاوہ ۴ بیٹے اور ۴ بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

(۲) مکرم چوہدری محمد ابراہیم صاحب ایم اے پبلشر و سابق مینجر ماہنامہ انصاراللہ ربوہ کی اہلیہ محترمہ بعمر ۶۲ سال مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۹۹ء کو ۱۱ بجے شب حرکت قلب بند ہو جانے سے وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن مرحومہ نے اپنی یادگار ایک بیٹی اور پانچ بیٹے چھوڑے ہیں۔ قارئین کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر دو مرحومین کے درجات بلند فرمائے اور سب اعزہ و اقارب کو صبر و جمیل کی توفیق دے۔

ادارہ ماہنامہ انصار اللہ مکرم حافظ عبدالمنان کوثر صاحب اور مکرم چوہدری محمد ابراہیم صاحب اور ان کے جملہ لواحقین سے دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ (ادارہ)

کیلسیئم کی اہمیت

انسانی زندگی کے لئے اچھی غذا کی بڑی اہمیت ہوتی ہے اور اچھی صحت کا دارومدار بھی اسی پر ہوتا ہے، مگر دیکھا یہ جاتا ہے کہ اکثر صورتوں میں اچھی صحت کے لیے اچھی غذا کی اہمیت اور ضرورت بھلا دی جاتی ہے۔ یہ غفلت بہت جلد خرابی صحت کی صورت میں رونما ہوتی ہے۔

اچھی صحت ایک نعمت ہے۔ یہ حاصل ہو تو زندگی کا صحیح لطف بھی حاصل رہتا ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ صحت کے سلسلے میں مختلف غذائی اجزا خاص طور پر کیلسیئم کی اہمیت کے بارے میں معلومات حاصل رہیں۔

درج ذیل غذائی اجزا صحت مند زندگی کے لیے لازمی ہیں:

☆ کیلسیئم جسے ہم چونا کہتے ہیں، مضبوط ہڈیاں اور مضبوط دانت بناتا ہے۔ اس سے ہمارے عضلات (پٹھے) ٹھیک کام کرتے ہیں۔

☆ پروٹین یعنی لحمیات، جسم کی تعمیر کرتے ہیں۔ غذائیت اور جسم کی پرورش کے لیے یہ ضروری ہوتے ہیں۔

☆ شکری اجزاء جنھیں نشاستے دار اجزا (کاربوہائڈریٹس) بھی کہتے ہیں، جسم میں توانائی پیدا کرتے ہیں۔ یہ نہ ملیں تو ہم تھک کر چور ہو جائیں۔

☆ حیاتین الف (وٹامن اے)، اچھی جلد اور اچھی نظر کے لئے بہت ضروری ہے۔

☆ حیاتین ب (وٹامن بی)، کھائی جانے والی غذا کو توانائی میں تبدیل کرتے ہیں۔ یہ چونکہ جسم میں حیاتین الف کی طرح جمع نہیں رہتے، اس لیے ان کا روزانہ کی غذا میں موجود ہونا ضروری ہوتا ہے۔

☆ حیاتین د (وٹامن ڈی) آنتوں اور ہڈیوں میں کیلسیئم کو جذب کرنے میں مدد دیتا ہے۔

کیلسیئم کا اہم کردار

یوں تو ہمارے جسم کو کئی معدنی اجزا کی ضرورت ہوتی ہے، لیکن ان میں کیلسیئم بہت ضروری اور اہم ہوتا ہے۔ اس کے بغیر اچھی صحت کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ہماری ہڈیوں اور دانتوں کا سب سے اہم جز ہوتا ہے اور اس کے بغیر عضلات صحیح طور پر کام نہیں کرسکتے۔ کیلسیئم، اعصاب اور قلب کی صحت کے لیے بھی بہت ضروری ہوتا ہے۔ اگرچہ کیلسیئم انسانی جسم کا ایک بہت عام معدنی جز ہے لیکن آج کل خاص طور پر شہروں میں کھائی جانے والی غذاؤں میں اس کی مقدار بہت کم ہوتی ہے۔ اسی کے نتیجے میں شہر کے رہنے والوں کی ہڈیاں کمزور، دانت بوسیدہ اور پٹھے بے جان ہوتے ہیں۔ شہر میں اعصابی تکالیف اور قلب

کی شکایات بھی بڑھتی جا رہی ہیں۔ ہر شخص کی کیلسیئم کی ضرورت اور مقدار کا تعلق اس کی عمر، جنس اور رہن سہن کے انداز کے مطابق ہوتا ہے، لیکن اوسطاً روزانہ ۴۵۰ سے ۱۲۰۰ ملی گرام کیلسیئم کی ضرورت ہوتی ہے۔

کیلسیئم کی روزانہ درکار مقدار

ایک سال کی عمر تک کا بچہ ۵۵۰، ۱ سے ۹ سال کی عمر کا بچہ ۴۵۰، ۱۰-۱۵ سال کے لڑکے لڑکیاں ۶۵۰-۵۰۰، عام سرگرم بالغ مرد و خواتین ۴۵۰، حاملہ اور دودھ پلانے والی خواتین ۱۲۰۰، کیلسیئم چونکہ ہڈیوں اور دانتوں کا سب سے اہم جز ہوتا ہے، اس لیے یہ خاص طور پر بچوں اور نو عمروں کے لیے بہت ضروری ہوتا ہے، کیونکہ اسی عمر میں ان کے جسم تعمیر ہوتے ہیں "ہڈیاں" دانت اور عضلات بنتے ہیں۔

حمل کے دوران ماں کو دوگنی مقدار میں کیلسیئم کی ضرورت ہوتی ہے۔ اپنے علاوہ اس کے پیٹ میں پرورش پاتے بچے کے بڑھنے کے لیے کیلسیئم بہت ضروری ہوتا ہے۔ کیلسیئم کم ملے تو بچہ اس کمی کو ماں کی ہڈیوں سے کیلسیئم کھینچ کر پورا کرتا ہے جس کی وجہ سے ماں کی ہڈیاں کمزور ہو جاتی ہیں اور وہ کیلسیئم کی کمی کے امراض کا شکار رہتی ہے۔ بہتر یہی ہے کہ حاملہ ہونے سے پہلے ہی ایسی خواتین کیلسیئم زیادہ مقدار میں کھا کر جسم میں جمع کر لیں۔ یہ کام مشکل نہیں ہے۔ اس کے لیے انھیں روزانہ ایسی غذائیں کھانی چاہئیں جس میں کیلسیئم خوب ہوتا ہے۔

چونکہ ولادت کے بعد بھی نونہال کے جسم کی تعمیر کا سلسلہ جاری رہتا ہے، اس لیے یہ ضروری ہے کہ ماں کے دودھ میں بھی اس کی کمی نہ ہونے پائے۔ ایسی ماؤں کو روزانہ ۶ سے ۸ پیالی دودھ پینا چاہیے۔

کیلسیئم کا بہترین قدرتی ذریعہ دودھ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ دہی، پنیر، آئس کریم اور کھویا بھی کیلسیئم سے پر ہوتے ہیں۔ دودھ اور اس سے بنی اشیا دودھ کی شکر بھی شامل رہتی ہے جس کی وجہ سے یہ بڑی عمدگی کے ساتھ جسم میں جذب ہوتا ہے۔ کیلسیئم کے دیگر ذرائع مچھلی خاص طور پر اس کی ہڈیاں، جھینگے اور سویا بین کیلسیئم کا عمدہ ذریعہ ہوتے ہیں۔ کیلسیئم بعض اناجوں اور سبزیوں میں بھی ہوتا ہے، لیکن سبزیوں میں چونکہ اوگزیلک ایسڈ بھی موجود ہوتا ہے اس کی وجہ سے سبزیوں کا کیلسیئم کم جذب ہوتا ہے۔

شہروں میں وزن کم رکھنے کی خاطر اکثر افراد دودھ اور اس سے تیار ہونے والی اشیا سے پرہیز کرتے ہیں۔ انہیں صرف بالائی، مکھن کھوئے سے بنی مٹھائیوں اور گھی سے پرہیز کرنا چاہیے۔ بغیر بالائی کا دودھ کیلسیئم کا بہترین ذریعہ ہوتا ہے۔ ننانوے فی صد کیلسیئم ہڈیوں اور دانتوں میں ہوتا ہے، باقی خون میں شامل رہتا ہے اور یہ عضلات اور جسم کی دیگر سرگرمیوں اور بہتر کارکردگی کے لیے بہت ضروری ہوتا ہے۔ غذا سے کیلسیئم کی پوری مقدار نہ ملنے کی صورت میں جسم یہ کمی ہڈیوں سے پوری کرتا ہے۔

بچپن سے غذا سے ملنے والا کیلسیم ہڈیوں کی بناوٹ اور ان کے بڑھنے، مضبوط ہونے میں لگ جاتا ہے۔ ہڈیوں کے بننے اور ان کے مضبوط اور موٹے ہونے کا یہ سلسلہ ۳۵ سال کی عمر میں اپنی حد کو پہنچتا ہے۔ اس کے بعد عمر میں اضافہ کے ساتھ جسم سے کیلسیم کے اخراج کی رفتار اس کی بحالی کی رفتار سے زیادہ تیز رہتی ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ابتدائی عمر ہی میں کیلسیم کی زیادہ مقدار جسم کو ملنی چاہئے تاکہ ہڈیاں ممکنہ حد تک خوب مضبوط ہو جائیں۔ یہ ماں باپ کا فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کو روزانہ کیلسیم سے بھرپور غذائیں خوب کھلائیں۔ اس عمر کا کھایا ہوا کیلسیم آگے چل کر ان کے بہت کام آئے گا۔ ان کی ہڈیاں اور جسم کی کارکردگی زندگی بھر بہت مضبوط اور اچھی رہے گی۔

کیلسیم کے دیگر فائدے

خون کے جمنے کی صلاحیت برقرار رہنے کے لیے کیلسیم بہت ضروری ہوتا ہے۔ کیلسیم خلیات کی اندرونی دیواروں کو مضبوط رکھتا ہے۔ اس طرح خلیات میں نقصان دہ جراثیم وغیرہ داخل نہیں ہو پاتے اور جسم اس طرح چھوت (انفکشن) سے محفوظ رہتا ہے۔ سن یاس یعنی ایام کا سلسلہ بند ہونے کے بعد خواتین کے جسم میں زنانہ ہارمون ایسٹروجن کی تیاری کا سلسلہ رک جانے سے ان کی ہڈیاں بوسیدہ ہونے لگتی ہیں۔ اس عمر میں کیلسیم کی زیادہ مقدار کھانے سے وہ آنتوں میں جذب ہو کر ہڈیوں کو کمزور ہونے سے محفوظ رکھتا ہے۔

کیلسیم کی کمی سے اعصاب میں تناؤ اور کھنچاؤ بڑھ جاتا ہے جس کا ایک اثر بے چینی اور بے آرامی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے تو اس کی کمی سے نیند نہ آنے کی شکایت بھی ہو جاتی ہے، اس لیے سوتے وقت ایک گلاس گرم دودھ پینے سے اچھی گہری نیند آتی ہے۔ اس طرح اعصاب، دماغ، اور قلب کو بہت فائدہ پہنچتا ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق کیلسیم اکثر صورتوں میں بلڈ پریشر کے لیے بھی مفید ثابت ہوتا ہے۔

(بشکریہ ہمدرد صحت کراچی جون ۱۹۹۲ء)

نصاب امتحان سہ ماہی چہارم ۱۹۹۹ء قیادت تعلیم

۱۔ ترجمہ قرآن کریم۔ پارہ ۲۰۔ نصف اول ۲۔ کتاب "ضرورۃ الامام" از حضرت مسیح موعود۔ ۳۔ کتاب "اسلام و دیگر مذاہب" (از حضرت المصلح الموعود)

امتحان ۱۹۔ دسمبر ۱۹۹۹ء کو منعقد ہوگا۔ جملہ انصار سے درخواست ہے کہ نصاب کا مطالعہ کریں۔

(قائد تعلیم مجلس انصار اللہ۔ پاکستان)

مجلس انصار اللہ مقامی ربوہ کے سالانہ علمی و ورزشی مقابلہ جات

مجلس انصار اللہ ربوہ کے زیر اہتمام سالانہ ورزشی و علمی مقابلہ جات کا انعقاد ہوا۔ یہ مقابلہ جات مجلس مقامی کے ۸ بلاکوں کے درمیان کرائے گئے جو پہلے مرحلہ میں ۱۳ تا ۲۷۔ اگست ۱۹۹۹ء کو کروائے گئے۔

انفرادی مقابلہ جات: سلو سائیکلنگ، سائیکل ریس، دوڑ سو میٹر، کلائی پکڑنا، مشاہدہ معائنہ اور میوزیکل چیئر

اجتماعی مقابلہ جات: رسہ کشی، والی بال اور پیغام رسانی

مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۹۹ء سے بلاکس میں مقابلوں کا آغاز ہو گیا جو ۲۷ اگست تک مکمل ہوا۔ اس دوران بلاکس میں اجتماعی مقابلہ جات منعقد کروائے گئے۔ انفرادی مقابلہ جات حلقہ کی سطح پر منعقد کروائے گئے اور ہر حلقہ سے منتخب ہونے والے انصار کو فائنل مقابلہ جات کے لئے Select کیا گیا۔

فائنل مقابلہ جات

آل ربوہ سالانہ کھیلوں کے فائنل مقابلہ جات مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۹۹ء کو دارالرحمت غربی کی گراؤنڈ میں منعقد ہوئے۔ بلاکس اور حلقہ جات سے منتخب ہو کر آنے والے انصار ان مقابلوں میں شامل ہوئے۔

تقریب تقسیم انعامات

۱۸ نومبر ۱۹۹۹ء کو مجلس انصار اللہ ربوہ کے ہال میں تقسیم انعامات کی تقریب منعقد کی گئی۔ اس موقعہ پر صدر مجلس انصار اللہ پاکستان نے علمی (علمی مقابلہ جات الگ منعقد ہو چکے تھے) اور ورزشی مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے انصار میں انعامات تقسیم فرمائے۔ تقسیم انعامات کے بعد محترم صدر مجلس نے اپنے خطاب میں فرمایا۔

"انعامات حاصل کرنے والوں کو مبارک ہو۔ حالات کے مطابق جس رنگ میں بھی جماعت اپنے پروگراموں کو جاری رکھ سکتی ہے، رکھنے چاہئیں صدر محترم نے فرمایا:

"حضور نے غلبہ دین کے لئے دینی واقفیت کو ضروری قرار دیا ہے۔ اس کی بنیاد قرآن کریم، اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم، کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ہے۔ گھر کی سطح پر بھی اور مجلس کی سطح پر بھی دینی واقفیت کے لئے کوشش کرتے رہنا ہمارے مقاصد میں شامل ہے۔

صحت جسمانی کے حوالہ سے صدر محترم نے فرمایا کہ ورزش پر توجہ دیں۔ سیر کو لازم پکڑیں سائیکل چلانے پر خاص توجہ دیں۔ سائیکل سفر کی حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی تحریک پر توجہ کی ضرورت ہے اور سارے سال پر حاوی ایسے پروگرام بنانے کی ضرورت ہے۔" صدر محترم نے آخر میں دعا کروائی اور یہ تقریب بخیر و خوبی سرانجام پائی۔

رپورٹ پکنک مجلس انصار اللہ عزیز آباد کراچی

۲۲۔ اگست ۹۹ء سفاری پارک گلستان جوہر کراچی میں مجلس عزیز آباد نے پکنک کا اہتمام کیا گیا جس میں مجلس ہذا کے ۴۵ انصار کے علاوہ ۴ خدام اور ۱۴۔ اطفال نے بھی حصہ لیا۔ ۹ انصار ۴ اطفال پکنک کے مقام تک سائیکلوں پر سوار پہنچے جبکہ باقی انصار و احباب گاڑیوں کے ذریعہ پہنچے۔

تمام احباب پکنک کے لئے صبح ۸ بجے سفاری پارک پہنچ گئے تھے۔ ۸ بجے صبح سے ۳۰۔۸ بجے تک سفاری پارک میں سیر کا وقفہ دیا۔

سیر کے بعد مندرجہ ذیل مقابلے کروائے گئے۔ (۱) اندھی دوڑ (۲) الٹی دوڑ سیدھی دوڑ (۳) عام دوڑ۔ ان مقابلوں میں انصار اور اطفال نے شریک ہو کر بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ مقابلوں کے بعد ناشتہ کا وقفہ دیا گیا۔ جس کا اہتمام مجلس کی طرف سے کیا گیا تھا اس کے بعد علمی و ادبی پروگرام میں آزاد بیت بازی۔ معلومات عامہ۔ لطائف اور مزاحیہ مشاعرہ شامل تھے جس کی صدارت مکرم محمود احمد قریشی صاحب ناظم مجلس انصار اللہ کراچی نے کی آزاد بیت بازی اور دلچسپ معلومات سے ساری محفل محظوظ ہوتی جس میں انصار، خدام اور اطفال نے شرکت کی۔

آزاد بیت بازی اور دلچسپ معلومات عامہ میں درست طور پر جواب دینے پر ساتھ ہی انعامات بھی دیئے جاتے رہے۔

بعد ازاں مزاحیہ مشاعرہ میں مندرجہ ذیل انصار شعراء کرام نے بھرپور حصہ لیا (۱) مکرم سید محمد میاں سلیم شاہ جہان پوری صاحب۔ (۲) مکرم ملک شیر محمد مجوکہ صاحب (۳) مکرم جمال الدین امروہوی۔ یہ مشاعرہ بھی خوب تھا کہ مجلس کشت زعفران کا نظارہ پیش کرنے لگی مشاعرہ کے بعد مکرم ناظم صاحب ضلع نے سائیکل سفر میں حصہ لینے والوں اور دوڑوں میں پوزیشن لینے والوں میں انعامات تقسیم فرمائے۔ حلقہ دستگیر سوسائٹی نے اچھی حاضری کا انعام حاصل کیا۔ تقسیم انعامات کے بعد مکرم ناظم صاحب ضلع نے تلقین عمل کے طور پر نصائح فرمائیں اور آخر میں مکرم سلیم شاہ جہان پوری صاحب نے دعا کروائی۔ نصف یوم کی اس تفریح کے ساتھ یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

رپورٹ مرسلہ: مکرم بشیر الدین عباسی صاحب زعیم اعلیٰ

قرارداد ہائے تعزیت: حضرت سیدہ ام متین صاحبہ کی وفات پر مجلس تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان، مجلس انصار اللہ اسلام آباد شرقی۔ مجلس عاملہ جماعت احمدیہ پشاور۔ مجلس عاملہ واراکین ضلع سیالکوٹ، مربیان سلسلہ احمدیہ صوبہ سرحد۔ کی طرف سے قراردادیں موصول ہوئی ہیں۔ جزاھم اللہ تعالیٰ

مجلس انصار اللہ کریم نگر فیصل آباد کا سالانہ تربیتی پروگرام

مورخہ ۱۴۔ اگست ۱۹۹۹ء بروز ہفتہ مجلس انصار اللہ کریم نگر فیصل آباد کا سالانہ تربیتی اجتماع بمقام گٹ والا پارک میں منعقد ہوا۔ قبل از وقت اراکین مجلس کو فرداً فرداً گھروں تک اطلاع پہنچائی گئی تھی مورخہ ۱۳۔ اگست ۱۹۹۹ء بعد نماز جمعہ مجلس انصار اللہ کا ماہانہ اجلاس منعقد ہوا جس میں خدا کے فضل سے ۶۲ اراکین شامل ہوئے۔ دوسرے روز ۱۴۔ اگست ۱۹۹۹ء بروز ہفتہ اراکین ۸:۳۰ بجے صبح بیت الحمد میں پہنچنا شروع ہو گئے قریبا سوا نو بجے تک خدا کے فضل سے احباب کی کثیر تعداد بیت الحمد کریم نگر فیصل آباد میں جمع ہو گئی۔ تلاوت کے بعد خاکسار نے اراکین مجلس کو سالانہ اجتماع و پکنک کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے تلقین کی کہ وہ نظم و ضبط کا بہترین مظاہرہ کریں اور ہر دو پروگراموں کو کامیاب بنائیں۔ اراکین انصار اللہ چار کاروں اور چار ویگنوں پر گٹ والا پارک کی طرف روانہ ہوا انتظام مجلس کی طرف سے کیا گیا تھا۔ اس پروگرام میں شہر کے تمام زعماء اعلیٰ اور ان کے پانچ پانچ ممبران عاملہ کو بھی شمولیت کے لئے دعوت دی گئی تھی۔ اسی طرح محترم ناظم صاحب ضلع اور محترم امیر صاحب ضلع فیصل آباد بھی مدعو کئے گئے تھے۔ اس موقعہ پر کلائی پکڑنے کا مقابلہ ہوا جس میں دس اراکین نے حصہ لیا ان میں دو بزرگ اراکین نے کلائی پکڑی جن کی عمریں ۹۵ سال اور ۸۰ سال کی تھیں۔ علاوہ ازیں گولہ پھینکنے لانگ جمپ اور ڈبل جمپ کا مقابلہ ہوا۔ جس میں بارہ اراکین نے حصہ لیا آخر میں سو میٹر کی دوڑ کا مقابلہ ہوا۔ جس میں صف اول و دوم کے ۲۴ اراکین نے حصہ لیا۔ یہ پروگرام صبح سوا دس بجے سے دوپہر سوا بارہ بجے تک جاری رہے۔ آخر میں محترم ناظم صاحب ضلع کی زیر صدارت ساڑھے بارہ بجے باقاعدہ اجلاس کی کاروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ نظم کے بعد مکرم چوہدری احمد الدین صاحب سابق ناظم ضلع فیصل آباد نے قیام پاکستان اور جماعت احمدیہ کی قربانیاں کے موضع پر تقریر کی اس کے بعد محترم ڈاکٹر ولی محمد صاحب ساغر نے حفظان صحت کے موضوع پر نہایت عمدہ لیکچر دیا ۳۵ غیر از جماعت نوجوانوں نے بھی اجلاس میں شرکت کی اجلاس کے دوران مرزا محمد یعقوب صاحب نے نہایت خوش الحانی سے نظم پڑھی یہ اجلاس ۱:۳۰ بجے اختتام پذیر ہوا بعد ازاں نماز ظہر و عصر ادا کی گئی سوا دو بجے بعد دوپہر سب حاضرین کو کھانا پیش کیا گیا اور دعا کے بعد احباب واپس روانہ ہوئے

(رپورتاژ: حافظ محمد اکرم حفیظ صاحب زعیم اعلیٰ)

Monthly **Ansarullah** Rabwah

EDITOR : NASRULLAH KHAN NASIR

Regd. No. CPL – 92 December, 1999.

اِنتخاب از کلام حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السّلام

ہے یہ فرقاں میں اِک عجیب اثر کہ بناتا ہے عاشقِ دِلبر
جس کا ہے نام قادرِ اکبر اُس کی ہستی سے دی ہے پُختہ خبر
کُوئے دِلبر میں کھینچ لاتا ہے پھر تو کیا کیا نشاں دکھاتا ہے
وہ تو چمکا ہے نیّرِ اکبر اس سے اِنکار ہو سکے کیونکر
وہ ہمیں دِلستاں تلک لایا اُس کے پانے سے یار کو پایا
بحرِ حکمت ہے وہ کلام تمام عشقِ حق کا پلا رہا ہے جام
سینہ میں نقشِ حق جماتی ہے دِل سے غیرِ خُدا اُٹھاتی ہے
دردمندوں کی ہے دوا وہی ایک ہے خدا سے خدا نما وہی ایک
ہم نے پایا خورِ ہُدیٰ وہی ایک ہم نے دیکھا ہے دِلرُبا وہی ایک

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۲۹۹، ۳۰۰ حاشیہ درحاشیہ نمبر ۲)